عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۴ | ۲۵ جمادی الاول تا یکم جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مارچ ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۱۱

دوستانہ شکوہ اور آخری پکار

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کا آخری خطاب

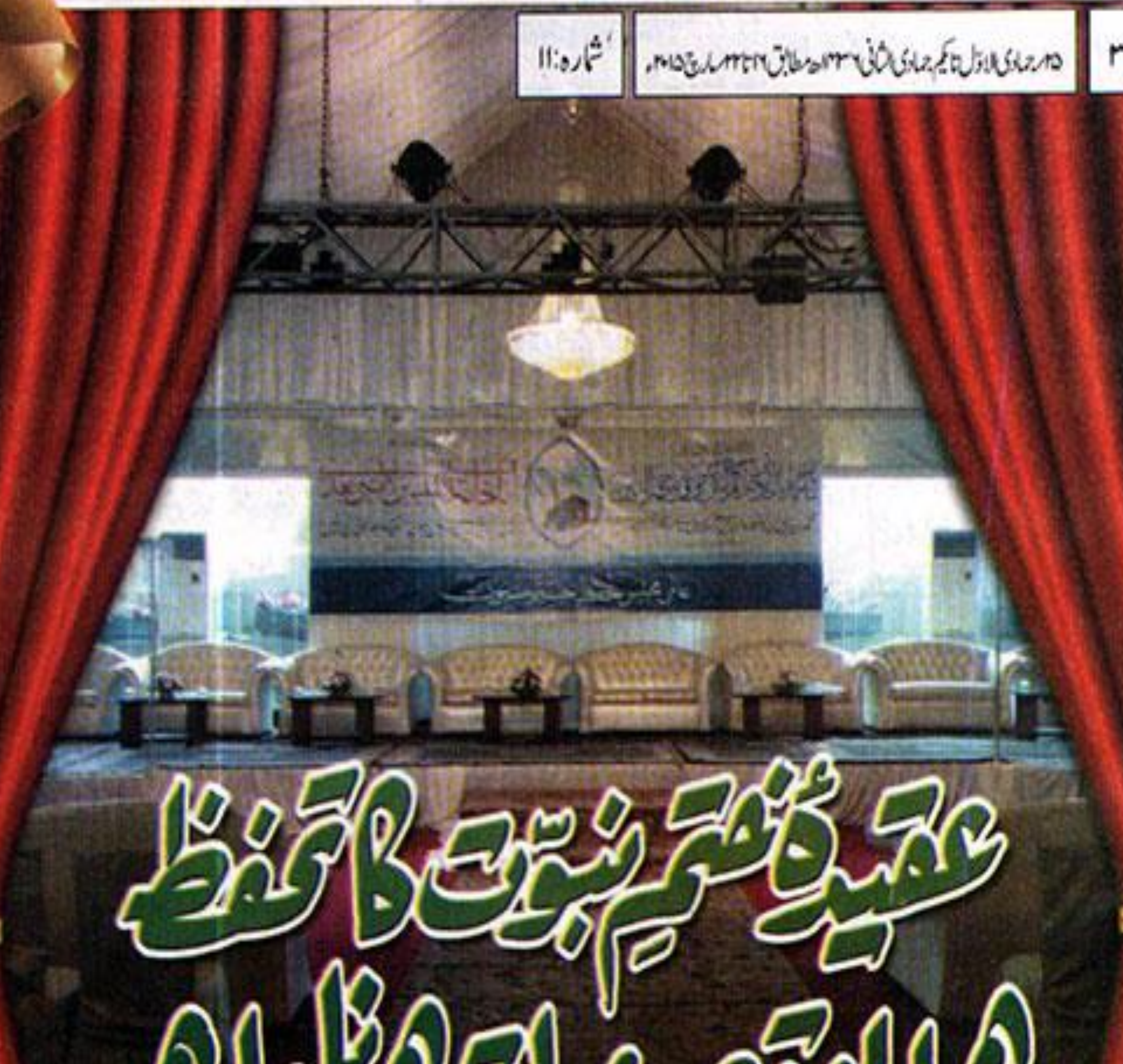

عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ ہمارا مقصدِ حیات ہونا چاہیے

امیرِ مرکزیہ حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

ترکہ کے مکان کی وارثوں میں تقسیم

اہلیہ محمد الطاف، کراچی

س:...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے پاس ایک مکان ہے جو کہ میرے سسر محمد یوسف کا ہے، میرے سسر کی چار بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ میرے دو نندوں کا انتقال والد کی حیات میں ہو چکا ہے اور دو نندیں حیات ہیں، میرے سسر، ساس اور شوہر کا انتقال ہو چکا ہے، میں بیوہ اور میرے چار بچے ہیں، تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ میں تقریباً سات سال سے ملازمت کر رہی ہوں اور میں نے اپنے سسر کا مکان خود تعمیر کروایا ہے۔ اس میں میرے شوہر کا کوئی پیسہ نہیں لگا ہے۔ میرا تقریباً دو لاکھ روپے، اس مکان میں لگا ہے۔ میری جو دو نندیں حیات ہیں وہ مجھ سے حصہ مانگتی ہیں، اس مکان کی مالیت آٹھ لاکھ روپے ہے۔ آپ مہربانی فرما کر مجھے اس کی تقسیم بتادیں۔

ج:...... صورت مسئولہ مرحوم کا کل ترکہ بشمول مذکورہ مکان سولہ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے مرحوم محمد یوسف کی ہر ایک زندہ بیٹی کو چار، چار حصے جبکہ مرحوم محمد الطاف صاحب کی بیوہ کو ایک حصہ، ان کے ہر ایک زندہ بیٹے کو دو، دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔ واضح رہے کہ محمد الطاف مرحوم چونکہ اپنے والد محترم محمد یوسف مرحوم کے انتقال کے وقت زندہ تھے، اس لئے ان کو والد مرحوم سے ملنے والا حصہ ان کی بیوی، بچوں کی طرف منتقل ہوگا۔ اگر مرحوم کا کل ترکہ مذکورہ مکان ہے اور واقعتاً اس کی قیمت آٹھ لاکھ روپے ہے تو اس میں مذکورہ تناسب سے ہر وارث کا حصہ مندرجہ ذیل ہے: سلمیٰ (بنت محمد یوسف) دو لاکھ روپے، ڈیڈی (بنت محمد یوسف) دو لاکھ روپے، بیوہ محمد الطاف پچاس ہزار روپے، شاہ زیب بیٹا محمد الطاف مرحوم ایک لاکھ روپے، اریب بیٹا محمد الطاف مرحوم ایک لاکھ روپے، شیراز بیٹا محمد الطاف مرحوم ایک لاکھ روپے، بنت محمد الطاف مرحوم مبلغ پچاس ہزار روپے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیٹی اور پوتوں میں تقسیم وراثت

س:...... میرے والد کا مکان ہے جس کی مالیت ۱۳ لاکھ روپے ہے، میرے والد کے ۳ بچے تھے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا۔ بڑی بہن کا انتقال والد کی زندگی میں ہی ہوگیا تھا۔ میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے، بعد میں بڑے بھائی کا بھی انتقال ہوگیا ہے، ان کے دو بیٹے ہیں جو کہ ابھی چھوٹے ہیں۔ بیوی کو انہوں نے طلاق دے دی تھی اور بچوں کی ماں نے دوسری شادی کرلی ہے اور بچے ان کے ہی پاس ہیں۔ میری والدہ کا بھی ابھی حال ہی میں انتقال ہوگیا ہے، اب اس مکان کی وراثت میں میرے دونوں بھتیجے اور میں ہوں۔ برائے مہربانی مجھے اس کی تقسیم بتادیں کہ ۱۳ لاکھ روپے میں سے دونوں پوتوں اور بیٹی کا کتنا حصہ بنے گا؟

ج:...... اگر مذکورہ مکان کی قیمت تیرہ لاکھ روپے ہے تو اس میں سے ہر وارث کا حصہ مندرجہ ذیل ہے:

”بیٹی کو 4,33,333.33 روپے جبکہ ہر ایک بھتیجے (مرحوم کے پوتے کو) 4,33,333.33 روپے ملیں گے۔“

واللہ اعلم بالصواب۔

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب

سید ارشاد حسین، کراچی

س:...... کیا فوت شدہ لوگوں کی بخشش کے لئے تلاوت قرآن کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بھجوانے کے لئے تلاوت کرنا کیسا ہے؟

ج:...... جی ہاں! مرحومین کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب بخشنا اور ہدیہ کیا جاسکتا ہے۔

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد:۳۴ — ۲۵ رجمادی الاوّل تا یکم جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رمارچ ۲۰۱۵ء — شمارہ:۱۱

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
، جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مدیر
محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر: لطیف طاہر

قانونی مشیر
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

ترئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہمارا مقصد حیات	۳	محمد اعجاز مصطفی
دوستانہ شکوہ اور آخری پکار	۶	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
کرکٹ.... اسلامی نقطۂ نظر سے	۹	مولانا مرغوب الرحمن سہارنپوری
جاوید احمد غامدی.... سیاق وسباق کے آئینہ میں!	۱۳	مولانا فضل محمد مدظلہ
مولانا قاری خلیل احمد بندھانی بھی چل بسے!	۱۶	مولانا قاضی احسان احمد
تاتحریک ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ (۳)	۱۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی وتبلیغی اسفار (۲)	۲۰	․ ․ ․ ․ ․
تحریک ختم نبوت.... آغاز سے کامیابی تک (۲۰)	۲۳	سعود ساحر
مادر وطن کے دشمن	۲۶	مولانا قاضی عبداللہ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ

ہمارا مقصدِ حیات ہونا چاہئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

زندگی اور موت اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق اور اس کے حکم کی پابند ہے، جس نفس اور روح کے جتنے ایام زمین پر گزارنے کے لئے مقدر ہوئے ہیں وہ ضرور اس زمین پر گزارے گا اور جب اس کے لئے اس دنیا سے کوچ کرنے کا وقت مقرر آ پہنچے گا، لاکھ کوئی جتن اور کوششیں کرے وہ یا اس کے اعزہ واقربا اس کا ایک لمحے کا اضافہ نہیں کرا سکتے۔ اسی کو قرآن کریم نے اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے: ”ولن یؤخر اللّٰہ نفساً اذا جآء اجلھا واللّٰہ خبیر بما تعملون۔“

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہٗ جن کی ساری زندگی دین اسلام کی تعلیم وتعلم میں گزری۔ ان کو دیکھتے ہوئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ بزرگ چند دنوں یا چند مہینوں کا مہمان ہے، بلکہ جس دن آپ کا وقت موعود آ پہنچا اس دن بھی آپ کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ حضرت کا وقت وصال قریب ہے۔ بہرحال حضرت اب ہم میں نہیں رہے، اب ان کی صرف یادیں اور باتیں ہی ہیں جن کو یاد کرکے اور ان پر عمل پیرا ہوکر ہم اپنی زندگی سنوار سکتے ہیں۔

کسی بزرگ کے حالات، واقعات کے تذکرے اس لئے کئے جاتے ہیں اور اس کی سوانح جمع ومرتب بھی اس لئے کی جاتی ہے تاکہ آئندہ نسل اور اسی طرح وہ لوگ جن کو ابھی تک اس شخصیت سے تعارف نہیں یا اس کی علمی وقومی خدمات ان کے سامنے نہیں، ان کو اجاگر کیا جائے اور یہ لوگ اس سے سبق لیں اور زندگی گزارنے کے لئے ان کو اس سے راہنمائی ملے۔ اس بنا پر پورے ملک میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہٗ کی یاد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی جماعتیں اپنے اپنے شہر اور اپنی اپنی جگہ پر سیمینار اور پروگرام منعقد کررہی ہیں۔ اسی سلسلہ کا ایک عظیم الشان سیمینار ۲۲ فروری ۲۰۱۵ء بروز اتوار صبح ۱۱ بجے گل بہار لان نزد عالمگیر مسجد بہادرآباد میں منعقد ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب، مکۃ المکرمہ سے حضرت مولانا قاری عبدالواحد مدنی صاحب، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد صاحب، جامعہ انوارالقرآن کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب، خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی صاحب، حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی صاحب، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے نائب مدیر حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب، جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کے مدیر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب، جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کے شیخ الحدیث

حضرت مولانا مفتی سعید احمد اکاڑوی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد یوسف مدنی صاحب، مدرسہ معارف اسلامیہ کے مدیر حضرت مولانا عبدالقیوم قاسمی صاحب، حضرت مولانا عبدالرزاق ہزاروی صاحب، حضرت مولانا احسن رلیجہ صاحب کے علاوہ بلدیہ ٹاؤن سے کئی گاڑیوں پر مشتمل قافلے، اسی طرح لانڈھی سے کئی قافلے اور گروپ اس سیمینار میں شریک ہوئے۔ اس سیمینار کا دورانیہ اگرچہ تین گھنٹے رکھا گیا تھا، لیکن بمشکل چار گھنٹوں میں اس کو سمیٹا جاسکا۔ صرف چند اکابر جن میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب، حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب، حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب کے بیانات ہوئے۔ اس سے پہلے مولانا محمد توصیف صاحب مبلغ ختم نبوت حیدرآباد، مولانا عبدالحی مطمئن مبلغ ختم نبوت کراچی غربی، مولانا محمد قاسم مبلغ ختم نبوت کراچی مرکز کے مختصر بیانات ہوئے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مرکزی مبلغ ختم نبوت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امراء کا مختصر اور پُر اثر تعارف کرایا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب نے بڑی خوبصورتی سے نبھائے اور موقع بموقع سامعین کو مجلس تحفظ ختم نبوت، ان کے اکابرین، جماعت کے کاز اور کام سے بھی آگاہ فرماتے رہے۔

اس سیمینار کی کوریج اور رپورٹنگ کے لئے روزنامہ امت اور روزنامہ اسلام کراچی کے نمائندے بھی موجود تھے، روزنامہ اسلام میں اس پروگرام کی مختصر کوریج اور رپورٹنگ اس طرح شائع ہوئی:

”کراچی (اسٹاف رپورٹر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کو خاص وعام تک پہنچانا ہم سب کا فرض ہے، علماء کرام اپنے اکابر کے پیغام کو عام کریں۔ ہمارے اکابر نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کو اپنا مقصد بنایا تھا، ہمیں بھی اس سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے تعزیتی ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ تقریب سے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ، ممتاز مصنف اور روزنامہ اسلام کے کالم نگار مولانا اسماعیل ریحان نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث مولانا فضل محمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا محمد طیب لدھیانوی اور قاری عبدالواحد مدنی و دیگر بھی موجود تھے۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے ساری زندگی دین اسلام کی خدمت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اکابر نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کو اپنا مقصد حیات بنایا تھا، ہم اپنے اکابر کے پیغام کو عام کریں۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نے کہا کہ اکابر مجلس تحفظ ختم نبوت ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، ہمارے اکابر نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کو بہت اہمیت دی ہے۔ فتنۂ قادیانیت استعمار کی پناہ میں پروان چڑھ رہا ہے۔ مولانا اسماعیل ریحان نے کہا کہ آئین پاکستان کو سیکولر بنانے کی کوششیں ہورہی ہیں، کچھ لوگ آئین کو غیر اسلامی اور کفریہ کہہ رہے ہیں، غلط اور صحیح ہر جگہ ہے۔ بعض قوانین کی وجہ سے پورے آئین کو کفریہ کہہ دینا مناسب نہیں ہے۔ آئین میں ہمارے اکابر کی محنت سے اسلامی دفعات شامل کی گئی ہیں، اپنے اکابر پر اعتماد رکھنا چاہئے، اگر اکابر علماء کرام نے آئین پاکستان کو کفریہ نہیں کہا تو ہمیں اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ ہم اس طرح کی بات کریں۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۳؍فروری ۲۰۱۵ء)

آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کی پُر مغز دعا سے اس سیمینار کا اختتام ہوا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں ہمارا شمار فرمائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق بنائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

دوستانہ شکوہ اور آخری پکار

آخری خطاب: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
ضبط و ترتیب: مفتی محمد وقاص، مفتی محمد طیب معاویہ

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے وفات سے چند لمحات قبل وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں ''مدارس و مساجد کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر منعقدہ سیمینار میں سینکڑوں علماء کے سامنے جو خطبہ پیش فرمایا، ہدیہ قارئین ہے:

''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا ایمان لمن لا امانۃ لہ، ولا دین لمن لا عھد لہ'' (مسند احمد:۱۲۱۹۹)

منتظمین نے اگرچہ میرے لئے وقت کی وسعت رکھی ہے، لیکن میں موقع محل کی رعایت رکھتا ہوا نہایت مختصر خطاب آپ سے کرتا ہوں۔ یہ روایت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے، یہ تقریباً حدیث کی ہر کتاب میں مذکور ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

''جو امانت دار نہیں، وہ مومن نہیں اور جو اپنے عہد کی پابندی نہیں کرتا وہ دین دار نہیں۔''

مومن کے لئے امانت کی پابندی ضروری ہے۔ دین دار کے لئے اپنے عہد کی پابندی ضروری ہے۔

میں کوشش کروں گا جس طرح سے ہمارے ہاں مدارس میں، کتابوں میں ایک متن ہوتا ہے ایک شرح ہوتی ہے... متن میں آپ کو دیتا ہوں اور اس کی شرح آپ اپنی جگہ جس طریقہ سے مناسب ہو کردیں...! اکثر و بیشتر علماء کی محافل میں آنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ علماء کی تقریریں سننے کا موقع بھی ملتا ہے اور آج کل یہ مجالس ہوئی رہی ہیں... عمر اور بیماری کا تقاضا ان جذباتی باتوں کی اجازت نہیں دیتا، لیکن پھر اپنے منصب کا تقاضا سامنے رکھتے ہوئے حاضر ہو جایا کرتا ہوں... لیکن میرا انداز گفتگو زیادہ تر ایک دوسرے پہلو میں ہے... اپنے حکام اور اپنے پاکستان کے بڑے موجود اور جو پہلے گزرے ہوئے ہیں... تو یوں کہہ لیجئے جیسا کہ مشہور ہے کہ: ''جو خوگر حمد ہو اس سے کبھی کبھی کوئی گلہ شکوہ بھی سن لینا چاہئے''... ہمارے بیان کا رجحان جو اکثر و بیشتر ہے اور وقت و موقع کے مطابق ہے... انکار نہیں... ہم اپنے وفادار ہونے کا اپنے حاکموں کو پُر زور طریقہ سے یقین کراتے ہیں کہ ہم وفادار ہیں... ہم بے وفا نہیں ہیں... ہمارے اوپر اعتبار کرلو ہم دشمن نہیں ہیں... ہم دوست ہیں... اعتماد کرلو ہم پر... لیکن میں کیا کہوں جس وقت حالات پر نظر ڈالتا ہوں تو شیخ سعدیؒ کا کلام حکایات کے انداز میں جو ہوا کرتا ہے، اس کے بعد وہ ایک شعر کہتے ہیں جو خلاصہ ہوا کرتا ہے بہت سارے حالات کا... شیخ کہتے ہیں کہ:

بفرمان دشمن، پیمان دوست شکستی
ببین از کہ بریدی و با کہ پیوستی

فارسی کا دور ختم ہو گیا ہے، اس لئے شاید آپ حضرات نہ سمجھے ہوں۔ دشمن کے کہنے پر تم نے دوست کا پیمان توڑ دیا ہے، ذرا غور تو کرلو...! کس سے توڑ رہے ہو...؟؟ کس سے جوڑ رہے ہو...؟؟؟

آپ حضرات میں سے اکثر نے... سب کے متعلق تو میں نہیں کہتا... پاکستان کی تحریک کتابوں میں پڑھی ہوگی اور میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے... پاکستان سے پہلے کے جلسے اٹینڈ کئے ہیں،... جلوس دیکھے ہیں... گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگایا کرتے تھے... پاکستان کا مطلب کیا...؟ لا الٰہ الا اللہ۔

جب تقسیم ملک کا نظریہ شروع ہوا تو ہمارے حضرات میں کچھ متفق نہیں تھے، بالکل اقرار ہے اور کچھ حضرات متفق تھے۔ کراچی سے ہمارا بزرگوں کا رسالہ نکلتا ہے ''البلاغ'' اس میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کا مضمون شائع ہوا تھا... حضرت مولانا شبیر علی صاحب تھانوی کی وفات کے موقع پر اور ان دنوں حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس تحریک کے زور پکڑنے سے پہلے وفات پاگئے تھے... مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کہتے ہیں کہ: مسلم لیگ کا وفد تھانہ بھون آیا، مولانا شبیر علی صاحب کے پاس... یہ سگے بھتیجے ہیں حضرت حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اور مولانا شبیر علی صاحب ان کو لے کر میرے پاس آگئے... میں ''البلاغ'' کی بات سنا رہا ہوں آپ کو... تو مولانا شبیر علی صاحب جا کر حضرت کو کہتے ہیں کہ بھائی جان!... کیونکہ آپس میں ماموں پھوپھی کے بیٹے ہیں... آپ کا خیال

ہے کہ پاکستان بننا چاہئے؟ میں نے کہا: ہاں! تو میں نے جب کہا کہ پاکستان بننا چاہئے تو کہا کہ پھر آپ حضرات کو میدان میں نکلنا پڑے گا!... کیونکہ یہ حضرات جو وہاں ملاقات کے لئے گئے تھے۔ ایک تھے، دو تھے، کتنے تھے؟ اس کی تعداد مجھے معلوم نہیں... آئے ہیں میرے پاس مجھے آ کر کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کی تحریک کے متعلق جب عوام سے بات کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ وہاں اسلامی قانون ہوگا... خلافتِ راشدہ قائم ہوگا... اور مسلمان اپنی زندگی گزارنے میں آزاد ہوں گے، تو جب ہم عوام کے سامنے جا کر یہ اعلان کرتے ہیں تو عوام ہم سے کہتے ہیں کہ: تم کیا پاکستان بناؤ گے تمہاری شکلیں تو مسلمانوں جیسی نہیں ہیں...؟ یہ آگے سے جواب نہیں دے سکتے، اس لئے آپ حضرات کو نکلنا ضروری ہے... میں آپ کو آخری جز بتاتا ہوں کہ اگر علماء کرام ان کے ساتھ نہ ہوتے تو یہ مسلمان شہری ہرگز ان کے نعرے پر اعتماد نہ کرتے... یہ بنیادی بات ہے جو میں کہہ رہا ہوں، جس مطلب یہ ہوا کہ پاکستان کی بنیادیں بنائی علماء نے ہیں... ورنہ تمہاری شکلیں اور تمہارا کردار دیکھ کر تو کوئی تمہیں مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں تھا تم پاکستان کیا بناتے...!!! یہ ہے وہ بات جسے میں کہہ رہا ہوں... ''خوگر حمد سے ذرا شکوہ بھی سن لے'' وعدے ہوئے، عہد ہوئے اور ملک کا بٹوارا ہوگیا... دونوں طبقے آگئے علماء بھی آگئے اور دوسرے حضرات بھی آگئے...؟ صرف میرا اشارہ ہی کافی ہے کہ علماء نے تو سنبھالا دینی محاذ... اس میں ایک لفظ، ایک بات بھی آپ ایسی نہیں دکھا سکتے... علماء نے امانت داری کے ساتھ خدمت کی ہے... یہ امانت دار ہیں اور جو وعدہ عوام کے ساتھ کیا تھا اسے پورا کرنے کی سر توڑ کوشش کی ہے، کوئی کمی نہیں چھوڑی کسی قسم کی۔ اس لئے عہد کے پابند علماء، امانت دار علماء ہیں۔

دوسرا فریق جنہوں نے علماء کی محنت سے فائدہ اٹھایا... بقول حضرت مولانا شمس الحق افغانی... ۱۹ کے جلسہ میں خطبۂ صدارت انہوں نے پڑھا تھا... تو انہوں نے کہا تھا: حالات بیان کرتے ہوئے کہ: محنت مولوی کی پگڑی کی،... کمائی مولوی کی پگڑی کی مسٹر نے کھائی اور مولوی کو گالی گالی دے دے کے کھائی... سن رہے ہیں نہ یہ بات...؟ ایک موقع پر چند آدمی مل کر اس بنیادی بات کو زیر بحث تو لاؤ! کہ امانت دار کون سا ہوا اور خیانت کس نے کی؟ اور وعدے کس نے توڑے اور کس نے نبھائے؟ کبھی بیٹھ کر جائزہ تو لیں اس بات کا، جس وقت آپ ان حالات کو دیکھیں گے میں کچھ نہیں کہتا، اخبارات لوگ پڑھتے ہیں، کوئی محکمہ تو ایسا بتاؤ جس میں کروڑوں، اربوں کے گھپلے اخبارات میں نہیں آئے؟ کون سا محکمہ ایسا ہے جس میں پوری امانت داری کے ساتھ کام ہوا ہو؟ عوام کا خون چوس چوس کر عیاشیاں کیں، اپنے باہر کے خزانے بھرے! مسلمانوں اور اپنے ساتھیوں کو بھوکا مارا . . . ضروریات کی تنگی کی... عہد کیا گیا ہوئے تھے قوم کے ساتھ اور کس طرح توڑے گئے؟ ذرا بیٹھ کر سنجیدہ لوگ اس پر غور تو کریں؟ ہم وفاداریاں جتاتے رہتے ہیں اور امانتیں اپنی دکھاتے رہیں، لیکن وہاں آپ لوگوں سے پوچھنے والا کوئی بھی نہیں کہ امانت اور دیانت کا لفظ تمہاری زبان میں موجود بھی ہے یا نہیں؟ آج تمہیں ہم پاکستان کے دشمن نظر آتے ہیں؟ جنہوں نے اپنی زندگیاں گزار دیں، اپنے وعدے پورے کرنے کے لئے، عہد کو پورا کرنے کے لئے، اور آپ جنہوں نے دن رات خزانے بھرے اور عیاشیاں کیں تو وہ لوگ وفادار ہوگئے؟؟ کبھی اس موضوع پر تو بولو؟ ذرا دیکھو تو سہی؟ پاکستان کو برباد کرنے میں علماء کا حصہ ہے یا آپ حضرات کا حصہ ہے؟ یہ تو عجیب بات ہے کہ علماء معتوب ہیں اور وہ عیاشی کر رہے ہیں؟ نہ عہد کی رعایت، نہ پیمان اور نہ کسی وعدہ پر پروگرام۔ یہ ہمارا شکوہ ہے اور دوستانہ شکوہ ہے کہ تم کس بھول میں پڑگئے؟ ہم تو تمہارے لئے سب کچھ کرنے والے تھے اور تم نے ہمیں اپنا دشمن سمجھا! ہم دشمن نہیں ہیں... ہم پاکستان کے وفادار ہیں... اسلام کے نام پر جو ملک لیا تھا تو اس میں اسلام کی رعایت رکھ لو! ہماری اس کے علاوہ کوئی درخواست نہیں، اسلام ہمیں یونیورسٹی نے دینا ہے نہ کالج نے دینا ہے، اسلام ہمیں ملے گا تو انہیں مدارس سے ملے گا، تو ان کی مخالفت کرکے تم اپنی جڑ کیوں کھودنا چاہتے ہو؟؟؟

آخری بات برداشت بھی نہیں ہے، سینے میں ذرا تکلیف ہے، لیکن میں کیا کروں یہاں پر (کہ بات بھی ضرور کہنی ہے)!

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور آج وہ خطوط مل گئے ہیں، اکثر و بیشتر ذرا توجہ سے بات سنیں اہم گفتگو ہے!...... اُن میں ایک جملہ ہوتا تھا خطاب کے بعد ''اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ'' ''مسلمان ہوجاؤ بچ جاؤ گے، مسلمان ہو جاؤ بچ جاؤ گے۔ اس فقرہ پر میں ایک بات عرض کرتا ہوں، آپ حضرات کی خدمت میں کہ ہم بہت بولتے ہیں ہر اسٹیج پر اور ہر عالم یہ فقرہ دہراتا ہے کہ ''مدارس اسلام کا قلعہ ہیں'' بالکل موقع کے مناسب ہے۔ اسلام ہم نے گھروں سے نکال دیا، بازاروں سے نکال دیا، عدالتوں سے نکال دیا، ہر چیز سے نکال دیا اور اب اگر کہیں چھپا، چھپایا ہے تو مدارس میں باقی ہے... قلعہ ہوتا ہے کہ جس میں چھپ کر انسان اپنے آپ کو بچاتا ہے... یہ اسلام کا واقعی قلعہ ہیں، اس میں کوئی شک نہیں!!

لیکن اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہمیں ''اَسْلِمْ تَسْلَمْ'' مسلمان ہو جاؤ بچ جاؤ گے۔ اسلام کو بچانے کی ضرورت کے بجائے اسلام اختیار کر کے خود بچنے کی فکر کرو... اسلام بچاتا بھی ہے.... اسلام کو بچانے کی ضرورت نہیں.... اس کا محافظ اللہ ہے... اگر آپ قدر نہیں کریں گے تو یہ کسی اور علاقہ میں چلا جائے گا... آپ ایمان سے محروم ہو جائیں گے، اسلام کو پکڑ لو تو بچ جاؤ گے۔

اب بھی ہم یہی پکارتے ہیں کہ اپنے عہد کی پابندی کرلو اور امانت کا سبق سیکھ لو تو ان شاء اللہ! یہ حالات سارے ٹھیک ہیں... ہم یقین دلاتے ہیں آپ کو کہ ہم تمہارے لئے ہی اس ملک کو آباد کرتے ہیں، ہمارے لئے تو محنت اور مشقت ہی ہے، اگر بچنا ہے تو اسلام کو لازم پکڑو اور (علماء کی جماعت تم بھی) حکام کو مخاطب کر کے کہو کہ دیانت داری سیکھو اور جن کے ہاتھ میں باگ ڈور ہے انہیں کہو کہ تم عہد کی پابندی کرو... ہم ہمیشہ واویلا کرتے رہتے ہیں، کبھی ادب کے ساتھ ان کے سامنے درخواست بھی تو کریں! تاکہ وہ بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ ہمارے لئے بھی کوئی نشان دہی کرنے والا ہے۔

اس لئے آپ حضرات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ علماء امانت دار ہیں، علماء اپنے عہد کے پابند ہیں، وہ آپ حضرات کے لئے اس ملک میں امن چاہتے ہیں، آپ لوگ بھی اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو، جن کے ذریعے حالات اس نہج تک پہنچے ہیں تم نے دوستوں کو اپنا دشمن سمجھ لیا اور دشمنوں کو اپنا دوست سمجھ لیا ہے... اللہ تعالیٰ حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(بشکریہ ماہنامہ صدائے فاروقیہ شجاع آباد، جنوری، فروری ۲۰۱۵ء)

مدارس اور مساجد کے ساتھ ہتک آمیز رویہ ناقابل برداشت ہے: مذہبی تنظیمیں

نام نہاد سول سوسائٹی کے مطالبے پر گرفتاریاں بھی بند کی جائیں: لاہور میں اجلاس

پنجاب ایمپلی فائرا یکٹ پر تنقید - دہشت گردی کے پس پردہ ہاتھ بے نقاب کرنے کا مطالبہ

لاہور (نمائندہ خصوصی) مجلس علماء اسلام میں مذہبی تنظیموں نے اکیسویں ترمیم، قومی ایکشن پلان اور ایمپلی فائرا یکٹ سمیت دیگر درپیش مسائل پر غور کیا۔ مولانا سمیع الحق کی زیر صدارت اجلاس میں سانحہ پشاور اور بعد ازاں دہشت گردی کے دیگر واقعات کی مذمت کرتے ہوئے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے قومی یکجہتی پر اطمینان کا اظہار کیا گیا، تاہم اجلاس میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے بعض اہلکاروں کی طرف سے مدارس، مساجد، علماء اور ائمہ مساجد کے ساتھ ہتک آمیز رویے اور مدارس سے کوائف حاصل کرنے کو ناقابل برداشت قرار دیا گیا۔ اجلاس نے محسوس کیا کہ موجودہ ملکی حالات میں قومی وحدت اور تمام محب وطن قوتوں کی فکری یکجہتی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، اس کے لئے مجلس علماء اسلام نے جلد تمام مکاتب فکر کے قائدین کی مجلس مشاورت کے انعقاد کا فیصلہ کرتے ہوئے مولانا سید عطاء المؤمن شاہ بخاری کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی جو مجلس علماء اسلام کے ۸ نکاتی ایجنڈے پر اعتماد کی فضا قائم کرے گی۔ مذہبی قیادت نے سیکولر قوتوں اور نام نہاد سول سوسائٹی کے مطالبے اور جھوٹ پر مبنی رپورٹوں کی بنیاد پر پُرامن دینی راہنماؤں اور کارکنوں اور فورتھ شیڈول جیسے کالے قانون کی زنجیروں میں جکڑنے، جھوٹے مقدمات میں گرفتاری اور ماورائے عدالت غائب کرنے کے اقدامات کی مذمت کرتے ہوئے اس سلسلے کو فوراً بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ مجلس علماء اسلام کے دینی کارکنوں کے مقدمات کی پیروی کے لئے قانونی کمیٹی اور وکلا کا پینل قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مجلس علماء اسلام نے تمام محب وطن قوتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ملک کے نظریاتی تشخص، مساجد، مدارس کی حرمت اور علماء و طلبا کی عزت و عظمت کے لئے ایک پلیٹ فارم میں جمع ہو کر اس سلسلے میں غیر ملکی ایجنڈے کا راستہ بند کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس موقع پر مختلف قراردادیں بھی منظور کی گئیں، جن میں حکومت اور سیکورٹی اداروں سے مطالبہ کیا گیا کہ دہشت گردی کے پس پردہ ہاتھ کو بے نقاب کر کے مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔ دہشت گردی کی حالیہ لہر کے پیچھے غیر ملکی ہاتھ ملوث ہیں جو پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ ایک قرارداد میں ۲۱ ویں ترمیم کے بعد مذہبی اداروں، مدارس، مساجد، ائمہ و علماء کرام کی طرف دہشت گردی کو منسوب کرنے کی مذمت کی گئی۔ ایمپلی فائرا یکٹ کے غیر منطقی قوانین اور ان پر عمل درآمد کے سلسلے میں پنجاب پولیس کے ماورائے قانون اقدامات اور مساجد و مدارس کی بے حرمتی کے واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے عوام اور حکومتی اداروں کے درمیان نفرت پیدا کرنے کی مذموم کارروائی قرار دیا گیا۔ اداروں کے سربراہوں سے مطالبہ کیا گیا کہ صورت حال کا فوری نوٹس لے کر اس کا سدباب کیا جائے۔ اجلاس میں اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی، شریعت کونسل کے امیر مولانا فداء الرحمن درخواستی، مولانا زاہد الراشدی، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مولانا امداد اللہ، جے یو آئی کے مولانا سید محمد یوسف شاہ، ظہیر الدین بابر، مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، جمعیت علماء پاکستان نورانی کے سربراہ مولانا اویس نورانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید، جمعیت مشائخ کے سربراہ مولانا پیر سیف اللہ خالد، جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے مولانا شاکر محمود اور دیگر نے شرکت کی۔ (روزنامہ امت کراچی، ۱۹ فروری ۲۰۱۵ء)

کرکٹ.... اسلامی نقطۂ نظر سے

مولانا مرغوب الرحمٰن سہارنپوری

اسلام ایک معتدل، افراط وتفریط سے پاک و صاف مذہب ہے، نہ حدوں کو پار کرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی بالکل روکھا سوکھا مذہب ہے جیسا کہ بعض معاندین تعصب کی وجہ سے کہتے ہیں کہ دین اسلام تو صرف مصلّی وتسبیح کا ہو کر رہنے کو کہتا ہے جب کہ مذہب اسلام اعتدال کو پسند کرتا ہے، میانہ روی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے (خیر الامور اوسطھا- شعب الایمان ۱۹۹/۵) یہی وجہ ہے کہ اسلام میں کھیل کود، سیر وتفریح کی صرف اجازت ہی نہیں بلکہ محسن انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفریحات کو اپنایا بھی ہے حق جل مجدہ قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے:

"ما جعل علیکم فی الدین من حرج." (سورۂ حج:۷۸)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ شانہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔"

دوسری جگہ وہ ہم سے یوں گویا ہے:

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر." (بقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ شانہ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔"

عید کے دن خوشی میں کچھ حبشی ڈھال اور نیزوں سے کھیل رہے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ٹھٹک گئے آپؐ نے فرمایا:

"خذوا یا بنی ارفدۃ حتی تعلم الیھود و النصاریٰ أن فی دیننا فسحۃ۔" (جمع الجوامع:۱۲۱۸۱، فیض القدیر ۳۸۹۶)

ترجمہ: "اے حبشی بچو! کھیلتے رہو تاکہ یہود ونصاریٰ کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔"

اور بعض روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں:

"الھوا والعبوا فانی اکرہ ان یری فی دینکم غلظۃ۔" (فیض القدیر ۱۵۸۲)

ترجمہ: "کھیلتے کودتے رہو کیونکہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تمہارے دین میں سختی نظر آئے۔"

آپ سے بہت سے تفریحی کھیل ثابت ہیں مثلاً نشانہ بازی، گھوڑ سواری، تیراکی، دوڑ، اچھے شعر سننا، سنانا وغیرہ اور آپ نے دیگر حضرات صحابہ کو ترغیب بھی فرمائی جیسے تیر اندازی، دوڑ، تیراکی وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ بات یاد رہے وہ کھیل صرف ٹائم پاس کرنے کا ذریعہ نہ تھے بلکہ کچھ دینی و دنیوی فوائد و ثمرات ان میں پنہاں ہوتے تھے، ان کھیلوں سے یاد الٰہی سے غفلت، فرائض سے کوتاہی، حقوق العباد کی ادائیگی سے تساہلی، وقت کا ضیاع، معاشی فقدان اور تعلیمی بحران کا تو سوال ہی کہاں پیدا ہوتا تھا۔

حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا: "کل لھو باطل اذا شغلہ عن طاعۃ اللہ." (کتاب الاستیذان صحیح بخاری)

ترجمہ: "ہر لہو جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل کردے تو وہ باطل (گناہ) ہے۔"

مغربی دنیا نے پوری زندگی کو کھیل کود بنا ڈالا جب کہ مذہب اسلام نے طبیعت میں فرحت نشاط اور بشاشت پیدا کرنے کے لیے کھیلوں کو زندگی کا ایک جزء مانا ہے، لیکن آج کل بعض ایسے کھیلوں کو ہوا دے دی گئی جو بہت سے نقصانات کا مجموعہ ہوتے ہیں اور دائرہ عقل سے بھی خالی معلوم ہوتے ہیں، انہیں میں سے ایک کرکٹ ہے۔

انگریز ہندوستان آئے تو کرکٹ بھی ساتھ لائے یہ کھیل لیکن اپنی جگہ نہ بنا سکا، ایک تو یہ کھیل مہنگا تھا دوسرے لمبا وقت چاہتا تھا، ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اس کھیل کو بڑھاوا دیا، وہ دنیا بھر میں مصنوعات کا فروغ چاہتی تھیں لہٰذا ان کو کوئی ایسی مشتہر چیز چاہئے تھی جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ وقت تک اپنی طرف متوجہ کرکے رکھ سکے، کرکٹ میں وہ تمام باتیں موجود تھیں، کیونکہ یہ کئی کئی دن تک کھیلے جاتے ہیں، لہٰذا اس نے کرکٹ کو شہروں شہروں، گلیوں گلیوں اور گھروں گھروں تک پہنچانے کے لیے کرکٹ کے میدان بنوائے لوگوں کی توجہ انعامی اسکیموں کے لالچ میں اس کھیل کی طرف مبذول کرائی، کرکٹ کے کھلاڑیوں کو ان کا ہیرو بنا کر پیش کیا، ان پر مال وزر کے دروازے کھول دیئے، ڈالروں میں ان کو نہلا دیا پھر کیا تھا کرکٹ کا جنون ان پر مسلط ہو گیا اور ساتھ ہی ساتھ ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات پر ان کی کوریج کا بندوبست کردیا، یوں دیکھتے دیکھتے ایک قلیل مدت

میں کرکٹ عالمی کھیل بن گیا۔

کرکٹ کے مضر اثرات، ماحول و معاشرہ کو کس انداز سے بیکار کرتے ہیں اور ملک و وطن کے سرمایہ دارانہ نظام پر کتنا برا اثر ڈالتے ہیں، اس کی ایک سرسری رپورٹ پیش ہے۔

کرکٹ پر اسی (۸۰) ارب ڈالر سالانہ خرچ ہوتے ہیں، ٹی وی چینلز پر سال بھر میں بارہ لاکھ گھنٹے یہ کھیل دکھایا جاتا ہے، اس وقت دنیا کے سترہ کروڑ لوگ یہ کھیل کھیل رہے ہیں، دنیا میں کرکٹ انڈسٹری کی مالیت گندم کے بجٹ کے برابر ہے، ایک اندازے کے مطابق ایک ورلڈ کپ پر جتنی رقم خرچ کی جاتی ہے اگر وہ مریضوں پر خرچ کی جائے تو دنیا کے تمام مریضوں کو ڈاکٹر، نرس اور دوائیں مفت مل سکتی ہیں، ایک ورلڈ کپ کے خرچ سے پوری دنیا میں اسکول کھولے جاسکتے ہیں، صحرائے عرب کو کاشتکاری کے قابل بنایا جاسکتا ہے، چار ورلڈ کپ کے دوران جتنی رقم مشروبات، برگروں اور ہوٹلوں پر خرچ کی جاتی ہے اس رقم سے چالیس کینسر کے اسپتال بنائے جاسکتے ہیں، دنیا کے ایک تہائی بھوکوں کو خوراک دی جاسکتی ہے، پاکستان جیسے چار ملکوں کو قرضے سے پاک کیا جاسکتا ہے، ورلڈ کپ میں جتنی بجلی خرچ ہوتی ہے وہ دنیا کے سب سے زیادہ آبادی والے چین جیسے ملک کی چھ ماہ کی برقی ضرورت پوری کرسکتی ہے، ورلڈ کپ پر جتنا کچرا پیدا ہوتا ہے اتنا تین ملک مل کر پورے سال پیدا نہیں کرتے، ورلڈ کپ کے موقع پر جتنی شراب پی جاتی ہے وہ پورا برطانیہ مل کر پورے سال نہیں پیتا، اس پر جتنا عام شہریوں کا وقت ضائع ہوتا ہے اگر آدمی دنیا پورا مہینہ چھٹی کرے تو بھی اتنا ضائع نہیں ہوگا، یہ ہیں کرکٹ کے اخراجات اور اس کے مضر اثرات۔

آیئے اب کرکٹ کے انفرادی، دنیوی اور دینی نقصانات کا ایک جائزہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا جائے۔

کمنٹری سننے میں بھی بہت سے نقصانات ہیں

(۱) میچ دیکھنے کی مستی میں بعض نماز ترک کردیتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ شانہ قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ فرمارہا ہے کہ نمازوں کی حفاظت کرو حافظوا علی الصلوٰت (سورۂ بقرہ:۲۳۸) دوسری طرف اللہ کا پیغمبر فرمارہا ہے من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر (الترغیب والترہیب بحوالہ طبرانی فی الاوسط) ''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کفر کے قریب جا پہنچا'' گویا مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی نماز ہے، ادھر موذن صاحب حی علی الصلوۃ (آؤ نماز کی طرف) حی علی الفلاح (آؤ کامیابی وکامرانی کی طرف) کہتے ہیں۔ ادھر ہم کھیل میں مستغرق رہتے ہیں۔ واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا۔ (سورۂ مائدہ آیت:۵۸)

اور جب تم نماز کی طرف پکارتے ہو تو وہ اسے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔

(۲) جماعت کی نماز چھوڑ دیتے ہیں، ترک جماعت کے متعلق آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھئے اور غور کیجئے: ''قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں نے ارادہ کیا تھا کہ کسی سے کہوں کہ لکڑیاں جمع کرے جب وہ اکٹھی ہوجائیں پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں شامل نہیں ہوتے، اچانک ان کے گھروں کو آگ لگادوں تاکہ وہ بھی گھروں کے ساتھ جل جائیں۔'' (بخاری ومسلم)

(۳) لغو کام میں مشغول ہونا۔

(۴) وقت کی ناقدری ہوتی ہے کیونکہ یہ محض وقت گذاری ہوتی ہے، مذہب اسلام نے خاص طور سے وقت کو برباد اور ضائع کرنے کی پرزور مذمت کی ہے اور اس کو کارآمد بنانے واچھے کاموں میں خرچ کرنے کے لیے بڑے اچھے اور مؤثر اسلوب میں ترغیب دلائی ہے، حق جل مجدہ اپنی کتاب عظیم قرآن کریم میں وقت کی قسم کھا کر وقت کی قدر و قیمت کو ہمارے قلوب میں راسخ کرنا چاہتا ہے۔

(سورۃ العصر:۱، الضحیٰ:۱،۲، اللیل:۱،۲، الشمس:۳،۴)

دوسری جگہ کامیاب مومن کی صفات شمار کراتے ہوئے فرماتا ہے:

''والذین ھم عن اللغو معرضون۔'' (سورۂ مومنون آیت:۳)

ترجمہ: ''اور یہ وہ لوگ ہیں جو فضول باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔''

حدیث پاک میں اسلام کی خوبی کو یوں اجاگر کیا گیا ہے: ''من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ۔'' (ابن ماجہ، ترمذی، شعب الایمان، جمع الجوامع)

''آدمی کے اچھے اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی امور ترک کردے'' حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں یہ حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر روز صبح کو جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے کہ آج اگر کوئی بھلائی کرسکتا ہے تو کرلے آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہ آؤں گا:

''من استطاع ان یعمل خیراً فلیعملہ فانی غیر مکرر علیکم ابداً۔''

(بحوالہ شعب الایمان)

(۵) یاد الٰہی اور آخرت سے وہ شخص غافل ہوجاتا ہے، طاعت الٰہی سے غفلت اور یوم الحساب کو بھول بیٹھنے کی وجہ سے انسان اچھے کاموں کی طرف نہیں لپکتا اور برے کاموں سے پاؤں نہیں کھینچتا جس کو قرآن کریم اس طرح بیان کرتا ہے:

"وما الحیوۃ الدنیا الا لعب و لھو ولدار الآخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون۔" (سورہ انعام آیت ۳۲)

ترجمہ: "اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانے کی اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لیے کیا تم نہیں سمجھتے۔"

ہر وہ شئے جو اللہ کے ذکر اور نماز سے غافل کردے وہ جوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال زریں میں سے ذکر سے غافل شخص کے لیے ایک زریں قول مزید ملاحظہ فرمائیں: "الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم فاذا ذکر اللہ جلسوا اذا غفل وسوس" شیطان انسان کے دل سے چپکا رہتا ہے جب وہ دل سے اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ ذکر اللہ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

(۶) بہت سے ضروری دینی و دنیوی کاموں کا نقصان ہوتا ہے۔

(۷) نتیجہ برآمد ہونے پر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں کیونکہ ہر آدمی کی سوچ الگ الگ ہوتی ہے، کوئی کسی ٹیم کا حامی ہوتا ہے تو کوئی دوسری ٹیم کا فین ہوتا ہے قرآن کریم اس کی منظر کشی یوں کرتا ہے اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل اور کم ہمت ہو جاؤ گے تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور رعب و دبدبہ جاتا رہے گا: "ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔" (سورہ انفال آیت: ۴۶)

(۸) پٹاخے پھوڑے جاتے ہیں جو سراسر اسراف ہے، فضول خرچی اور اسراف کرنے والے کو قرآن کریم میں شیطان کے بھائی کے ساتھ ملقب کیا ہے: "ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین" (سورہ بنی اسرائیل آیت: ۲۷) بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں دیگر جگہوں میں اللہ تعالیٰ شانہ نے مبذر سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے: "ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔" (سورہ انعام آیت ۱۴۱، اعراف آیت: ۳۱)

ماہر معاشیات محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیجا مال اڑانے اور لٹانے سے احتراز کرنے کو فرمایا ہے: "نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اضاعۃ المال۔" (بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد)

(۹) اگر کومنٹری سننے کا آلہ اپنا ہو تو مزید ایک گناہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ٹی وی پر میچ دیکھنا بھی خطرات سے خالی نہیں بہت سی خرابیوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) قصداً تصاویر دیکھنا، یہ بات بھی ذہن نشین رہے، ٹی وی پر بہت سی تصویریں ہوتی ہیں ہر ایک تصویر دیکھنے کا الگ گناہ ہوتا ہے۔

(۲) نامحرم عورتوں کو دیکھنا، یہ بھی کرکٹ کی وجہ سے حاصل ہو جاتا ہے، معاشرہ کو برباد اور مفلوج کردینے والی قبیح اور شنیع شئے زنا ہے اور یہ اس کا پیش خیمہ ہے قرآن واحادیث میں اس سے بچنے کے لیے بہتر اور احسن طریقے و نسخے تجویز ہیں، فرقان حمید میں حفظ ماتقدم کے طور پر فرمایا: قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم (سورۃ نور آیت ۳۰) آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے، اسی طرح کی رہبری و رہنمائی مومن عورتوں کی ہے۔ دیکھیں سورۃ نور آیت: ۳۱۔ اسی سلسلہ میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال انتہائی فائدوں کے حامل ہیں لتغضن ابصارکم ولتحفظن فروجکم اولیکسفن اللہ وجوھکم۔ (الترغیب والترہیب بحوالہ طبرانی) اپنی نظریں نیچی رکھو اور شرمگاہوں کی حفاظت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ شانہ تمہارے چہروں کو بے نور کردے گا، اور فرمایا ما ترکت بعدی علی امتی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء۔ (بخاری شریف، مسلم شریف) میں نے اپنے بعد اپنی امت کے مردوں کے لیے عورتوں سے بڑا نقصان دہ کوئی اور فتنہ نہیں چھوڑا، حضرت حسن بصریؒ مرسلاً آپ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں: لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ۔ (بیہقی فی شعب الایمان) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس شخص پر جو قصداً (بلا کسی عذر شرعی کے ستر یا اجنبی عورت کو) دیکھنے والا ہو اور اس پر جس کو (بلا عذر شرعی) دیکھا جائے، حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ شیطان آدمی کو بہکانے سے کبھی مایوس نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ عورتوں کے ذریعہ اس کے پاس آتا ہے کہ میرے نزدیک عورتوں (کے فتنہ) سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں ہے۔

(۳) جماعت کی نماز کا چھوڑ دینا اور جیسا کہ اوپر مذکور ہوا بعض حضرات بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں (۴) قیمتی وقت کا ضائع کرنا۔ (۵) عبث کام میں لگنا۔ (۶) بہت سی ضروریات دینی و دنیوی کے چھوڑنے میں معاون ہوتا ہے۔ (۷) ٹی، وی سے محبت، لگاؤ اور انسیت پیدا ہوتی ہے۔ (۸) بہت سے گناہ وجود میں آتے ہیں۔ (۹) گناہ کی نحوست سے رزق کی برکت جاتی رہتی ہے۔ (۱۰) ٹی، وی سے دلچسپی رکھنے والا بھلائی کے کاموں سے محروم رہتا ہے۔ (۱۱) کھیل ختم ہونے پر ہار جانے والی ٹیم کے چاہنے والوں کا جھلا جانا اور جیتنے والی ٹیم کے چاہنے والوں کا خوشی میں جھومنا، لڑائی مول لینے کا سبب ہے۔ (۱۲) اللہ تعالیٰ شانہ اور آخرت کی یاد سے دور

ہونا۔(۱۳)اگر ٹی، وی اپنا ہو تو مزید ایک اور گناہ میں اضافہ ہو جاتا ہے جب کہ مفتیان عظام نے تحریر فرمایا ہے کہ غلطی میں ڈالنے والے سامان وآلات کا گھر میں رکھنا مکروہ تحریمی ہے، جب کہ یہ تو اس کو خود بھی استعمال کر رہا ہے اور جو دوسرے حضرات اس کے ٹی، وی سے مستفیض ہو رہے ہیں ان کا گناہ بھی اپنے سر لیتا ہے۔(۱۴)آتش بازی کی جاتی ہے۔

اسٹیڈیم میں بیٹھ کر نظارہ کرنا بھی بہت سی قباحتیں اپنے ساتھ لیے ہوتا ہے، مثال کے طور پر

(۱)نامحرم عورتوں کا نظارہ کرنا۔

(۲)مردوزن کا اختلاط۔

محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لمحہ بھر کے لئے مردوزن کے اختلاط کو گوارا نہیں فرماتے تھے اور یہاں اختلاط گھنٹوں کے حساب سے نہیں بلکہ دنوں کے حساب سے ہوتا ہے ،حدیث شریف میں موجود ہے کہ ''ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے دیکھا کہ مرد اور عورتیں ایک ہی ساتھ راستہ میں چل رہے ہیں تو آپ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ تم راستہ کے کناروں کو لازم پکڑلو''۔

(۳) نماز باجماعت یا بالکل نماز ترک کردینا۔(۴) دنیا کی سب سے قیمتی شئے وقت کو برباد کرنا۔(۵)لایعنی کام میں لگنا۔(۶) دینی ودنیوی بہت سی ضروریات کو پس پشت ڈال دینا۔

(۷)اسراف کرنا۔(۸) آخرت اور آخرت میں حساب لینے والے کی یاد سے بے بہرہ رہنا۔

(۹) فریقین کے حمایتی کا لڑنا جھگڑنا،ان تینوں قسموں سے جو طبعی خسارہ اور گھاٹا ہوتا ہے وہ تو رہا فری فنڈ میں۔ عقلاً بھی یہ معیوب ہے کہ چند آدمی کھیلتے رہیں اور بہت سے لوگ ٹکٹکی باندھے انہیں دیکھتے رہیں، کھلاڑیوں کا مقصد اپنے ملک کا نام روشن کرنا، شہرت حاصل کرنا، پیسہ کمانا، واہ واہی لوٹنا اور اچھی کارکردگی پر انعام حاصل کرنا وغیرہ۔

ایک مرتبہ جرمنی وفرانس کے مابین کرکٹ میچ ہوا تو جرمنی کے سربراہ ہٹلر کو بھی میچ دیکھنے کے لیے مدعو کیا گیا۔ ہٹلر میچ دیکھنے اسٹیڈیم پہنچا، میچ شروع ہوا اور چلتا رہا یہاں تک کہ شام ہوگئی، ہٹلر اکتا گیا اور چلا گیا ٹیم کے ریفری سے دریافت کیا میچ کون جیتا؟ ریفری نے کہا سر! میچ ابھی جاری ہے ہار جیت کا فیصلہ چار دن کے بعد آئے گا۔ ہٹلر غصہ میں جھلا گیا اور کہنے لگا یہ کوئی کھیل ہے!!! دیکھنے والے پورے دن کے لیے بیکار ہو جاتے ہیں اور نتیجہ پھر بھی ہاتھ نہیں آتا، اور چار چار دن کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بند کرو اس کھیل کو، ہٹلر نے کرکٹ پر پابندی عائد کردی، جرمنی کا وہ دن اور آج کا دن جرمنی نے قومی ٹیم بنانے کی غلطی نہیں کی جب کہ اس وقت جرمنی کی ٹیم یورپ کی نمبر ون ٹیم تھی۔

سپرپاور امریکہ کا بھی یہی حال ہے کہ امریکہ کے صدر روزویلٹ نے کہا کرکٹ لمبا اور سست کھیل ہے اس سے وقت ضائع ہوتا ہے دیکھنے والوں کو بری طرح متاثر کرتا ہے اور لوگ اس کے ہو کر رہ جاتے ہیں اگر امریکہ کو ترقی کرنی ہے تو ایسے کھیلوں سے دور رہنا ہوگا اس کے بعد امریکہ میں پابندی لگادی اور آج بھی کرکٹ امریکہ کا غیر سرکاری کھیل ہے۔

ایسے ہی بہت سے ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ممالک ہیں جن کی کوئی کرکٹ ٹیم نہیں۔

☆☆..........☆☆

اسلامی ملک میں کھانے پینے کی درآمد شدہ 23 حرام اشیاء کے کاروبار کا جاری ہونا ایک المیہ ہے: مولانا گلزار احمد آزاد

گوجرانوالہ.... جمعیت علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر مولانا گلزار احمد آزاد نے جامع مسجد زبیدہ حبیب چوک منڈھیالہ تیگہ میں منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلامی دنیا کا ایک نمایاں اسلامی ملک ہے اس میں کھانے پینے کی درآمد شدہ 23 حرام اشیاء کے کاروبار کا جاری ہونا ایک المیہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ میں اس حقیقت کے سامنے آنے پر پتہ چلا کہ ملک میں کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جس پر اس کی ذمہ داری عائد کی جاسکے۔ مولانا آزاد نے کہا کہ حلال وحرام کی تمیز اسلامی ملک کی بنیادی اور ترجیحی پالیسی ہونی چاہئے اگر حرام اشیاء درآمد کی جاری ہیں تو حکومت اس کی ذمہ دار ہے۔ پارلیمنٹ کے ممبر اور ایوان بالا کے ارکان بھی اس سے بری الذمہ نہیں ہوسکتے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان حرام اشیاء کی درآمد پر فوراً پابندی لگائی جائے۔ دریں اثنا جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا حافظ گلزار احمد آزاد نے جامعہ عثمان غنی محمدی ٹاؤن میں منعقدہ ہفتہ وار اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وفاقی اور صوبائی پارلیمنٹ اور ایوان بالا سینیٹ کے ارکان پورے ملک کی کریم اور چنیدہ لوگ ہیں۔ اگر یہی بکنا اور فروخت ہونا شروع ہو جائیں تو پھر بہتری کہاں سے آسکے گی۔ انہوں نے کہا کہ ان معزز ارکان کو بکنے اور فروخت ہونے سے روکنے کیلئے 22 ویں ترمیم لانے سے بہتر یہی ہے کہ ان کی رکنیت ختم کر کے دیانت دار غریب لوگوں کو ممبر منتخب کیا جائے۔ مولانا آزاد نے کہا کہ ملک کی ترقی اور قوم کی تقدیر بدلنے کے لئے صاحب کردار دیانت دار قیادت کی ضرورت ہے، اس کے بغیر کسی صحت مند تبدیلی اور اچھی مثبت پیش رفت کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

جناب جاوید احمد غامدی صاحب کون ہیں؟ ان کا علمی پس منظر کیا ہے؟ انہوں نے کہاں پڑھا؟ کیا پڑھا؟ ان کے پاس دینی وعصری علوم کی کوئی سند یا ڈگری ہے یا نہیں؟ وہ کس کے تربیت یافتہ ہیں؟ وہ کن کے علوم وافکار سے متاثر ہیں؟ ان کے اساتذہ کون تھے؟ وہ ایک دم کہاں سے نمودار ہوئے؟ اور دیکھتے ہی دیکھتے کیسے شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے؟ ان کو ٹی وی پر کون لایا؟ وہ اسلامی نظریاتی کونسل میں کیسے داخل ہوئے؟ ان سے اپنی فکر وفلسفہ کے پروان چڑھانے میں کن لوگوں نے ان سے تعاون کیا؟ یہ وہ سوالات ہیں جن سے غامدی صاحب کے بہت سے سامعین، قارئین وعاشقین بے خبر ہیں! کہتے ہیں کہ انسان اپنے استاذوں سے اور استاذ اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے۔ آیئے! اس حوالے سے ایک شاگرد، استاذ اور استاذ الاساتذہ کی سوانح اور کردار وعمل کا جائزہ لیتے ہیں۔

حمیدالدین فراہی

یہ ۱۹۰۰ء کا ذکر ہے، ہندوستان پر برطانوی سامراج کی دوسری صدی چل رہی تھی۔ ہندوستان کا وائسرائے مشہور ذہین اور شاطر دماغ یہودی "لارڈ کرزن" تھا۔ ان صاحب کو مسلمانوں سے خدا واسطے کا بیر اور صیہونی مقاصد کی تکمیل کا شیطانی شغف تھا۔ انگریز نے برصغیر کی زمین پاؤں تلے سے کھسکتے دیکھ لی تھی، سونے کی ہندوستانی چڑیا کے پر وہ نوچ چکا تھا، اب مشرق وسطی میں تیل کی دریافت اور ارض اسلام کو اپنے گماشتوں میں تقسیم کرنے کا مرحلہ درپیش تھا۔ لارڈ کرزن کو انگریز سرکار کی جانب سے حکم ملا تھا کہ وہ خلیج عرب کے ساحلی علاقوں میں مقیم عرب سرداروں سے ملاقات کرے اور مطلب کے لوگوں کی فہرست بنائے۔ خلیج عرب کے ساحلی علاقوں سے مراد: کویت، سعودی عرب کا تیل سے لبالب مشرقی حصہ جو اس وقت آل سعود کے زیرنگیں تھا، نیز بحرین، قطر، متحدہ عرب امارات میں شامل سات مختلف ریاستیں اور عمان ہے۔ برطانیہ کے وزیراعظم ونسٹن چرچل اور امریکی صدر فرینکلن روزویلٹ ریت پر لکیریں کھینچ کر "جتنا کم اتنا لذیذ" کے اصول پر عمل کرتے ہوئے جس طرح کیک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں، اسی طرح "جتنا مالدار اتنا چھوٹا" کے اصول پر عرب ریاستیں اپنے دوست عرب سرداروں میں تقسیم کرچکے تھے۔ اب اس تقسیم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے فیلڈ ورک کی ضرورت تھی اور لارڈ کرزن اپنے مخصوص یہودی پس منظر کے سبب یہ کام بخوبی کرسکتا تھا۔

لارڈ کرزن خلیج عرب کے خفیہ دورے پر فوری روانہ ہونا چاہتا تھا اور اُسے کسی معتمد اور راز دار عربی ترجمان کی ضرورت تھی، برصغیر میں عربی اس وقت دو جگہ تھی، یا تو دارالعلوم دیوبند اور اس سے ملحقہ دینی مدارس یا پھر علی گڑھ کا شعبہ عربی۔ اول الذکر سے تو ظاہر ہے کوئی ایسا ٹاؤٹ ملنا دشوار تھا، لارڈ کرزن کی نظر انتخاب اسی طرح کی مشکلات کے حل کے لیے قائم کیے گئے ادارہ علی گڑھ پر پڑی، وہاں ایک مانگو تو چار ملتے تھے۔ مسئلہ چونکہ وائسرائے ہند کے ساتھ خفیہ ترین دورے پر جانے کا تھا، جس کے مقاصد اور کارروائی کو انتہائی خفیہ قرار دیا گیا تھا، اس لیے کسی معتمد ترین شخص کی ضرورت تھی جو عقل کا کورا اور ضمیر کا مارا ہوا ہو۔ سفارشوں پر سفارشیں اور عرضیوں پر عرضیاں چل رہی تھیں کہ خفیہ ہاتھ نے کارروائی دکھائی اور علی گڑھ کے سرپرستان اعلیٰ کی جانب سے ایک نوجوان فاضل کا انتخاب کرلیا گیا۔ لارڈ کرزن صاحب کو ان کی عربی دانی سے زیادہ سرکار سے وفاداری کی غیر مشروط یقین دہانی کرادی گئی اور یوں یہ عجمی عربی دان مسلمان ہوکر بھی اس تاریخی سفر پر انگریز وائسرائے کا خادم اور ترجمان بننے پر راضی ہوگیا، جس کے نتیجے میں آج خلیجی ریاستوں میں استعمار کے مفادات کے محافظ حکمران پنجے گاڑے بیٹھے ہیں اور امریکی وبرطانوی افواج کو تحفظ اور خدمات فراہم کررہے ہیں۔

یہ نوجوان فاضل حمید الدین فراہی تھے جو اترپردیش کے ضلع اعظم گڑھ میں ایک گاؤں "فراہا" میں پیدا ہوئے۔ موصوف مشہور مؤرخ علامہ شبلی نعمانی کالج میں عربی پڑھاتے رہے، لارڈ کرزن کی ہم راہی کے لیے ان کے انتخاب میں علی گڑھ میں موجود ایک جرمنی پروفیسر "جوزف ہورووز" کی سفارش کا بڑا دخل تھا جو یہودی النسل تھا اور موصوف پر اس کی خاص نظر تھی۔ موصوف نے اس سے عبرانی زبان سیکھی تھی، تاکہ تورات کا مطالعہ اس کی اصل زبان میں کرسکیں۔

لارڈ کرزن صاحب جناب فراہی کی صلاحیت اور کارکردگی سے بہت خوش تھے، چنانچہ واپسی پر انہیں انگریزوں کی منظور نظر ریاست حیدرآباد میں سب سے بڑے سرکاری مدرسہ میں اعلیٰ مشاہرے پر رکھ لیا گیا اور موصوف نے وہاں سے اس کام کا آغاز کیا جو قسمت کا مارا یہودیوں کا پروردہ ہر وہ شخص کرتا ہے جسے عربی آتی ہو۔ انہوں نے اپنے آپ کو قرآن کریم کی "مخصوص انداز" میں خدمت کے لیے وقف کرلیا۔ مخصوص انداز سے مراد یہ ہے کہ تمام مفسرین سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کی جائے کہ قرآن کریم کو محض لغت کی مدد سے سمجھا جائے۔ یہ

لغت پرست مفسرین دراصل اس راستے سے قرآنی آیات کو وہ معنی پہنانا چاہتے تھے جس کی ان کو ضرورت محسوس ہو اگرچہ دوسری آیات یا احادیث، مفسرین صحابہؓ وتابعینؒ کے اقوال اس کی قطعی نفی کرتے ہوں۔ درحقیقت قرآن سے ان حضرات کا تعلق انکار حدیث پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہوتا ہے، جیسا کہ تمام منکرین حدیث کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے اس عیب کو چھپانے کے لیے قرآن کریم سے بڑھ چڑھ کر تعلق اور شغف کا اظہار کسی نہ کسی بہانے کرتے رہتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ وہی حیدرآباد ہے جہاں شاعر مشرق علامہ اقبالؒ جیسے فاضل شخص کو محض اس لیے ملازمت نہ مل سکی کہ وہ مغرب دشمن شاعری کے مرتکب تھے، لیکن فراہی صاحب پر لارڈ کرزن کا دست کرم تھا کہ حیدرآباد کی آغوش ان کے لیے خود بخود وا ہوگئی اور انہیں ایک بڑے "علمی منصوبے" کے لیے منتخب کرلیا گیا۔

اس منصوبے نے جو برگ وبار لائے انہیں مسلمانان برصغیر بالخصوص آج کے دور کے اہالیان پاکستان خوب خوب بھگت رہے ہیں۔ فراہی صاحب نے "تفسیر نظام القرآن" لکھی جس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ کتب خانوں میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔ علامہ شبلی نعمانی، فراہی صاحب کے بارے میں اس وقت شدید تحفظات کا شکار ہوگئے تھے، جب ان کی بعض غیر مطبوعہ تحاریر "دارالمصنفین" میں شائع ہونے کے لیے آئیں، لیکن ان کی طباعت سے انکار کردیا گیا کہ زبردست فتنہ پھیلنے کا خطرہ تھا۔ فراہی صاحب اپنے پیچھے چند شاگرد، چند کتابیں اور بے شمار شکوک وشبہات چھوڑ کر ۱۹۳۰ء میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔

امین احسن اصلاحی

فراہی صاحب نے حیدرآباد سے منتقل ہونے کے بعد اعظم گڑھ کے ایک قصبے "سرائے میر" میں "مدرسۃ الاصلاح" نامی ادارہ قائم کیا۔ نام سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ تفسیر کے مسلمہ اصولوں کی اصلاح کرکے نئی جہتیں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ موصوف کے اس مدرسے میں ۱۹۲۲ء میں ایک نوجوان فارغ ہوا جو اساتذہ کا منظور نظر اور چہیتا تھا۔ فراہی صاحب نے اُسے دعوت دی کہ وہ ان کے ساتھ مل کر "قرآن کریم کا مطالعہ" کرے۔ یہ نوجوان آگے چل کر فراہی صاحب کا ممتاز ترین شاگرد اور ان کے نظریات وافکار کی اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ بنا۔ یہ نوجوان جب "مدرسۃ الاصلاح" میں داخل ہوا تو امین احسن تھا، فارغ ہوا تو "امین احسن اصلاحی" بن چکا تھا۔ اس نے فراہی صاحب کی وفات کے بعد آپ کی یاد میں رسالہ "الاصلاح" جاری اور "دائرہ حمیدیہ" قائم کیا۔

اصلاحی صاحب انکار حدیث اور اجماع امت کے منکر ہونے کے علی الرغم جماعت اسلامی کے بانیوں میں سے تھے، اور ایک عرصہ تک مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ ۱۹۵۸ء میں مودودی صاحب سے اختلافات کی بنا پر جماعت سے علیحدہ ہوئے اور وہی کام شروع کیا جو ان کے استاد فراہی صاحب نے آخری عمر میں کیا تھا۔ موصوف نے "حلقۂ تدبر قرآن" قائم کیا، جس میں کالج کے طلبہ کو قرآن کریم اور عربی پڑھائی جاتی تھی، ساتھ ساتھ "تدبر قرآن" کے نام سے تفسیر لکھنے میں بھی کامیابی حاصل کی، لیکن اُسے مقبول کروانے میں بری طرح ناکام ہوئے۔ فراہی صاحب بہرحال عالم فاضل شخص تھے، لیکن اصلاحی صاحب اس پائے کے عالم نہ تھے، مغربی علوم تو کیا وہ شرعی علوم سے بھی کما حقہ واقف نہ تھے، ان کی تفسیر میں کئی بچگانہ غلطیاں ہیں۔ اصلاحی صاحب ہفتہ وار درس بھی دیتے تھے، لیکن انکار حدیث، تجدد پسندی اور لغت پرستی نے انہیں اپنے پیش رو استاذ کی طرح کہیں کا بھی نہ چھوڑا تھا۔ آخر خالد مسعود اور جاوید غامدی جیسے شاگرد تیار کرکے ۱۹۹۷ء میں اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔

محمد شفیق (جاوید احمد غامدی):

قیام پاکستان کے ابتدائی دور میں پاک پتن کے گاؤں میں ایک پیر پرست اور مزار گردیدہ قسم کا شخص رہتا تھا، جس کا نام محمد طفیل جنیدی تھا۔ مزاروں والا خصوصی لباس، گلے میں مالائیں ڈالنا، ہاتھ میں کئی انگوٹھیاں پہننا اور لمبی لمبی زلفیں بغیر دھوئے تیل لگائے رکھنا اس کی پہچان تھی۔ ۱۸ اپریل ۱۹۵۱ء کو اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ نام تو اس کا محمد شفیق تھا لیکن باپ کے مخصوص مزاج کی وجہ سے اس کا عرف کا کوشاہ پڑ گیا۔ یہ خاندان ککے زئی کہلاتا تھا، اس طرح اس کا پورا عرفی نام "کا کوشاہ ککے زئی" بنا۔ محمد شفیق عرف کا کوشاہ ککے زئی جب گاؤں کی تعلیم کے بعد لاہور آیا تو اُسے اپ ٹو ڈیٹ قسم کا نام رکھنے کی فکر لاحق ہوئی، اس نام کے ساتھ تو وہ "لہوریوں" کا سامنا نہ کرسکتا تھا، سوچ سوچ کر اُسے "جاوید احمد" نام اچھا معلوم ہوا کہ کہ ماڈرن بھی تھا اور رعب دار بھی۔ اس نے محمد شفیق سے تو جان چھڑالی، اب "کا کوشاہ ککے زئی" کے لاحقے کا مسئلہ تھا جو کافی سنگین اور مضحکہ خیز تھا، لیکن فی الحال اُسے اس کی خاص فکر نہ تھی۔ اس زمانے میں اس کا ایک قریبی دوست ہوتا تھا "جناب رفیق احمد چوہدری" وہ اس روئیداد کے عینی گواہ ہیں۔

سقوط ڈھاکہ کے بعد ۱۹۷۲ء کا دور تھا، کا کوشاہ لاہور گورنمنٹ کالج سے بی اے آنرز کرنے کے بعد معاشرے میں مقام بنانے کی جدوجہد کر رہا تھا، اس کی انگریزی تو یوں ہی سی تھی، لیکن قدرت نے اُسے ایک صلاحیت سے خوب خوب نوازا تھا، وہ تھی طاقت لسانی، اس کے بل بوتے پر وہ تعلقات بنانے اور آگے بڑھنے کی سعی میں مصروف تھا۔ آخر کار اس کی جدوجہد رنگ لائی اور وہ اپنی چرب زبانی سے پنجاب کے ایڈمنسٹریٹر اوقاف جناب مختار گوندل کو متاثر کرکے اوقاف کے خرچ پر ۲۹/ر جے ماڈل ٹاؤن لاہور میں "دائرۃ الفکر" کے نام سے ایک تربیتی اور تحقیقی ادارہ کی داغ بیل ڈالنے میں کامیاب ہوگیا۔ پھر جلد ہی قدرت نے اُسے مولانا مودودی مرحوم کے سایۂ عاطفت میں ڈال دیا تو جاوید احمد کو فوری طور پر

جماعت اسلامی میں پذیرائی ملی، رکنیت مجلس شوریٰ تو چھوٹی شئے ہے، اس کے حواری اُسے مولانا مودودی کا "جانشین" بتانے لگے۔

آخر کار جب جاوید احمد کو جماعت اسلامی سے ۱۹۵۷ء میں الگ ہونے والے مولانا امین احسن اصلاحی سے روابط کا شوق مولانا کے قریب تر اور جماعت اسلامی سے مزید دور لے جانے کا باعث بنا، تو آہستہ آہستہ وہ جاوید احمد سے جاوید احمد غامدی ہوگیا۔ اس لقب کی "جناب جاوید احمد غامدی صاحب" چار وجوہات بیان کرتے ہیں اور صحیح ایک کو بھی ثابت نہیں کر سکتے، حال ہی میں ان کے ایک شاگرد خاص نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ "اصل میں وہ اصلاحی صاحب سے عقیدت کی وجہ سے اصلاحی لقب رکھنا چاہتے تھے، لیکن "مدرسۃ الاصلاح" سے فارغ نہ تھے، اس لیے غامدی نام رکھ لیا۔" "سبحان اللہ! چھوٹے میاں کو یہ بھی نہیں پتہ کہ غامدی نہ اصلاحی کے ہم وزن ہے نہ ہم معنی! آخر کس طرح سے اصلاحی سے غامدی تک چھلانگ لگادی گئی؟؟ گویا یہ پانچویں وجہ بھی عار ہی عار ہے اور پورا مکتب فکر مل کر اپنے بانی کے نام کی درست توجیہ کرنے سے قاصر ہے۔

۲۰۰۱ء سے قبل غامدی صاحب کی تحریک پروان چڑھ رہی تھی، لیکن اسے لارڈ کرزن کی سرپرستی دستیاب نہ تھی، ۲۰۰۱ء میں یہ کمی بھی پوری ہوگئی اور ان کے سرپر عصر حاضر کے لارڈ کرزن کا دست شفقت کچھ ایسا جم کر ٹکا کہ وہ شخص جس کا دینی اور مذہبی علم کسی باقاعدہ مسلمہ دینی درس گاہ کا مرہون منت نہیں، بلکہ اس کا علم جنگلی گھاس کی طرح خودرو ہے اور اس کی عقل وفہم کسی مسلمہ ضابطہ کی پابند نہیں ہے، جو عربی کی دو سطریں سیدھی نہیں لکھ سکتا، جو انگریزی کی چار نظموں اور چار مصرعوں کی پونجی میں آدھے سے زیادہ مصرعے چوری کرکے ٹانکتا ہے، جس کی اکثر اردو تحریریں سرقہ بازی کا نتیجہ ہیں، وہ آج ملک کا مشہور ومعروف اسکالر ہے اور اس کا فرمایا ہوا مستند سمجھا جاتا ہے۔

"گگھڑ زئی سے غامدی تک" کے سفر کی روداد عبرت ناک بھی ہے اور الم ناک بھی۔ سچ ہے استاذ اپنے شاگردوں سے ہی پہچانا جاتا ہے اور شاگرد اپنے استاذ کی پہچان کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ "فراہی سے اصلاحی اور اصلاحی سے غامدی تک" استادی شاگردی کا سلسلہ اس مقولے کی صداقت کے لیے کافی سے زیادہ شافی ہے۔

"بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ"

غامدی صاحب کے متعلق اوپر جو باتیں لکھی گئیں یقیناً یہ ان کے بہت سے محبین کے لیے نئی ہوں گی، مگر ایسا ہوتا ہے کہ جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے عقائد ونظریات، قرآن وسنت، اجماع امت اور دین ومذہب کو بگاڑنے، اکابر واسلاف امت کے خلاف بغاوت کرنے اور ان کے خلاف زبان درازی کرنے کی ہمت رکھتے ہوں، وہ دنیا بھر کی اسلام دشمن قوتوں اور مذہب بیزار لابیوں کے منظور نظر بن جاتے ہیں، ان کے تمام عیوب ونقائص نہ صرف چھپ جاتے ہیں، بلکہ اعدائے اسلام ان کی سرپرستی میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کو اپنا فرض اور اعزاز سمجھتے ہیں اور ان کی حمایت وسرپرستی کے لیے اپنے اسباب، وسائل، مال ودولت اور خزانوں کے منہ کھول دیتے ہیں، صرف یہی نہیں، بلکہ نظری، بصری میڈیا کے ذریعے ان کا ایسا تعارف کرایا جاتا ہے کہ دنیا ان کی نام نہاد علمی شوکت وصولت کے سامنے ڈھیر ہوجاتی ہے۔

جس طرح آج سے ایک صدی پیشتر ضلع گورداس پور کی بستی قادیان کے میٹرک فیل اور مخبوط الحواس انسان غلام احمد قادیانی کو استعمار نے اٹھایا، اس کی سرپرستی کی اور اس سے دعویٰ نبوت کرایا، ٹھیک اسی طرح دور حاضر کے نام نہاد اسکالر جاوید غامدی کا قضیہ ہے، جس طرح غلام احمد قادیانی کا کوئی پس منظر نہیں تھا اور اس میں اس کے سوا کوئی کمال نہیں تھا کہ اس نے مسلمانوں کے قرآن کے مقابلہ میں نیا قرآن، مسلمانوں کے دین کے مقابلہ میں نیا دین اور مسلمانوں کے نبی کے مقابلہ میں نئی نبوت کا اعلان کیا، جہاد جیسے دائمی فریضہ کو حرام قرار دیا اور حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدہ کا انکار کیا، اسی طرح جناب جاوید احمد غامدی صاحب بھی دین اسلام کے مقابلہ میں نئے ترمیم شدہ دین اور مذہب کی ایجاد کی کوشش میں ہیں اور انہوں نے بھی اپنے پیش روؤں کی طرح منصوص دینی مسلمات کے انکار پر کمر ہمت باندھی ہوئی ہے۔

جاوید احمد غامدی کے معتقدین نے خود ان کا تعارف اور پیدائش کے بعد تعلیم وتعلم کو اس طرح بیان کیا ہے:

جاوید احمد غامدی کی پیدائش ۱۸؍ اپریل ۱۹۵۱ء کو ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں جیون شاہ میں ہوئی۔ آبائی گاؤں ضلع سیالکوٹ کا ایک قصبہ داؤد ہے اور آبائی پیشہ زمینداری ہے۔ ابتدائی تعلیم پاک پتن اور اس کے نواحی دیہات میں پائی۔ اسلامیہ ہائی اسکول پاک پتن سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور اس کے ساتھ انگریزی ادبیات میں آنرز (حصہ اول) کا امتحان پاس کیا۔

عربی وفارسی کی ابتدائی تعلیم ضلع ساہیوال ہی کے ایک گاؤں ناگ پال میں مولوی نور احمد صاحب سے حاصل کی، دینی علوم قدیم طریقے کے مطابق مختلف اساتذہ سے پڑھے، قرآن وحدیث کے علوم ومعارف میں برسوں مدرسۂ فراہی کے جلیل القدر عالم اور محقق امام امین احسن اصلاحی سے شرف تلمذ حاصل رہا، ان کے دادا نور الٰہی کو لوگ گاؤں کا مصلح کہتے تھے، اسی لفظ مصلح کی تعریب سے اپنے لیے غامدی کی نسبت اختیار کی اور اب اسی رعایت سے جاوید احمد غامدی کہلاتے ہیں۔ (دانش سرا، المورد، ماہنامہ) جاوید احمد غامدی پاکستان سے تعلق رکھنے والے مدرسہ فراہی کے معروف عالم دین، شاعر، مصلح، فقیہ العصر اور قومی دانشور ہیں۔ (بحوالہ وکی پیڈیا)۔

(جاری ہے)

حضرت مولانا قاری

خلیل احمد بندھانی بھی چل بسے!

مولانا قاضی احسان احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مرکزی راہنما، مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن، جامع مسجد سکھر کے خطیب، جامعہ اشرفیہ سکھر کے ناظم اعلیٰ، استاذ العلماء، محبوب الطلباء حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندہانی گزشتہ دنوں ایک کار حادثہ میں معمولی زخمی ہونے کے بعد اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے اپنے خالق حقیقی کو جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قاری خلیل احمد بندہانی نہایت ہی خوش مزاج اور ہنس مکھ چہرہ کے مالک انسان تھے۔ رب کریم نے بہت ہی خوبیوں سے نوازا تھا، ملنسار، متواضع اور درویش منش آدمی تھے۔ اپنے بیانات وخطبات میں امت میں اتحاد واتفاق کی فضا قائم کرنے کی بات کرتے، اپنے اکابر کا تذکرہ بہت عقیدت سے کرتے، ان کی باتیں نوجوان نسل کی تربیت کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتی تھیں۔ زندگی بھر درس وتدریس مشغلہ اوڑھنا بچھونا رہا، مگر اس کے باوجود دینی تحاریک سے بھی بھرپور تعلق اور واسطہ تھا، خاص طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر سے بہت گہری وابستگی تھی، مجلس کی مقامی جماعت کی ہمیشہ سرپرستی فرماتے رہے۔ مجلس کی مرکزی شوریٰ کے قدیم رکن تھے۔ بیماری، ضعف اور مدرسہ کی مصروفیات اور سکھر کی سماجی خدمات کے باوجود مرکزی شوریٰ کا اجلاس، چناب نگر کانفرنس میں خصوصیت کے ساتھ شرکت فرماتے اور کوشش کرتے کہ کسی قیمت پر ناغہ نہ ہو۔

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ملتان مرکزی دفتر میں اجلاس تھا، جس میں آنجناب نے حسب معمول شرکت فرمائی اور حسب عادت مسکراتے ہوئے اپنے اکابر پر مکمل اعتماد اور یقین رکھتے ہوئے اپنی رائے سے نوازا اور مجلس کے کاموں کی تحسین فرمائی۔ مولاناؒ چناب نگر کانفرنس میں بھی تشریف لاتے اور عموماً ظہر کے بعد والے اجلاس میں بیان کرتے اور سامعین سے یہ بات ضرور کہتے کہ: ”میری تقریر نہیں صرف حاضری ہے تاکہ آپ حضرات جو تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر ملک بھر سے جمع ہوئے ہیں ان کی زیارت کرلوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے دفاع کے حوالہ سے کچھ سامان اور سعادت جھولی میں ڈال لوں۔“ مولانا موصوفؒ ترنم سے بیان فرماتے اور سامعین سے خوب داد تحسین وصول کرتے تھے۔

راقم کو خاصے عرصہ سے حضرت قاری صاحبؒ کا محبت والا تعلق نصیب تھا۔ اندرون اور بیرون ملک رفاقت رہی، برطانیہ میں برمنگھم کانفرنس پر دو مرتبہ حاضری کا موقع نصیب ہوا، ایک بار ناکارہ دورۂ برطانیہ میں آپ کا شریک سفر رہا، مختلف شہروں اور علاقوں میں پروگرامات اور تشکیلات ہوئی، مساجد اور اسلامک سینٹرز میں بیان ووعظ کی ترتیب ہوتی کسی اجتماع میں حضرتؒ کا مترنم بیان ہوتا اور کہیں فقیر کی سادہ ڈھول جیسی آواز سے لوگوں کو گزارا کرنا پڑتا۔

اندرون ملک سکھر، چناب نگر، کوئٹہ، لورالائی، ژوب، چمن وغیرہ کے سفر میں آپ کی شفقت کا خیر کثیر نصیب ہوا، استاذ حدیث، مفسر قرآن، مرکزی شوریٰ کے رکن جیسے اہم مناصب پر فائز ہونے کے باوجود کوئی امتیازی شان نہیں بلکہ عاجزی وانکساری پر مبنی طبیعت ومزاج کے حامل تھے۔ جماعتی ذہن اور سوچ وفکر غالب تھا۔ مولانا عزیزالرحمن جالندھری مدظلہ کے مداح اور دلی عقیدت مند تھے، مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے طرز بیان، مناظرانہ گرفت اور عقابی تحریر کی تحسین کئے بغیر نہ رہتے۔ غرضیکہ اللہ کریم نے بہت ہی خوبیوں اور حسن وکمالات سے نوازا تھا۔

حادثہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی سماجی اور دنیوی فکر لے کر سکھر سے سفر شروع کیا۔ غریب الدیار لوگوں میں راشن اور ضروریات زندگی کی تقسیم کا عمل مکمل کرنے کے بعد سکھر کے لئے پابرکاب ہوئے کہ راستہ میں حادثہ پیش آیا۔ تقدیر سکھر گھر کی بجائے ابدی گھر لے جانے کا فیصلہ کرچکی تھی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ سکھر ہمراہ تھے جو حادثہ میں شدید زخمی ہوگئے تھے انہیں اپنے ساتھی سفیان بھائی کے ساتھ لے کر حیدرآباد کی طرف روانہ ہوئے تاکہ طبی امداد دی جاسکے، آپ خود دل کے مریض، بائی پاس ہونے کے بعد ویسے آدمی آدھے رہ جاتے ہیں مگر مولانا کو رب کریم نے ہمت دی، اب سفر شروع ہوا، قرآن کریم، درود شریف کا ورد، استغفار کی کثرت زبان پر جاری تھی اور احباب سفر کو تسلی دیتے ہوئے جارہے ہیں کہ اچانک طبیعت گرنا شروع ہوگئی اور بالآخر حیدرآباد سے تقریباً ۲۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی اور بارگاہ رب العزت میں پیش ہوگئے۔ یہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ پہلے کس نے جانا ہے، آنا تو باری اور ترتیب سے ہے مگر جانے میں کوئی ترتیب نہیں۔ اللہ کریم مولانا کی مغفرت فرمائے اور درجات کو بلند فرمائے اور اس حادثہ میں زخمی ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ کامل صحت وعافیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

حضرت قاری صاحبؒ نے بہت خوب زندگی پائی اور بہت خوب سفر آخرت نصیب ہوا، دینی زندگی، دینی سفر اور دینی کام پر اختتام زندگی یہ خوش نصیبی اور مقدر کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ہم سب کو مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

میرے محسن و مربی قائد تحریک ختم نبوت

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آخری قسط

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اصلاحی تعلق:

آپ کا اصلاحی تعلق قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے تھا، حضرت رائے پوری کے بعد حضرت کے جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز سرگودھویؒ سے رہا۔ ہمارے حضرت بہلویؒ کی خدمت میں بھی سالہا سال حاضری رہی اور حضرت بہلوی بھی آپ سے بہت محبت فرماتے اور آمد و رفت کا کرایہ بھی عنایت فرماتے۔ حضرت سرگودھویؒ کی وفات کے بعد حضرت اقدس سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ نیز حضرت مولانا جمیل احمد میواتیؒ نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے بہت کم لوگوں کو بیعت فرمایا، کیونکہ آپ کی علمی مصروفیات اتنی تھیں کہ آپ کے پاس پیری مریدی کے لئے وقت ہی نہیں تھا۔ بایں ہمہ بہت سے لوگوں کو آپ نے بیعت فرمایا، بعض حضرات نے باقاعدہ سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے مواعظ مستقل اصلاحی ہوتے تھے، آپ ہفتہ میں ایک مرتبہ اصلاحی وعظ فرماتے، جنہیں کیسٹ سے اتارا گیا تو بارہ جلدیں ”خطبات حکیم العصر“ کے نام سے شائع ہوئیں۔

آپ کے خلفاء:

آپ نے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کے فرزند اکبر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ایک مجلس میں شیخ المشائخ خواجہ خواجگان سے عرض کیا کہ میں نے صاحبزادہ عزیز احمد کو خلافت دے کر غلط تو نہیں کیا۔ حضرت والا نے فرمایا: نہیں غلط نہیں کیا۔

۲:... آپ کے دوسرے خلیفہ آپ کے قدیم شاگرد شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ ہیں، جو جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی وہاڑی کے مہتمم، بانی اور شیخ الحدیث ہیں۔ نامور عالم دین، جرأت مند اور حق گو انسان ہیں۔

۳:... تیسرے خلیفہ آپ کے ہم نام شیخ الحدیث حضرت مولانا مولانا عبدالمجید فاروقی شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید ہیں، جو آپ کے قدیم شاگردوں میں سے ہیں۔ ہزاروں علماء ان کے شاگرد ہیں، جو یقیناً آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

۴:... چوتھے خلیفہ شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی مہتمم جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ہیں۔ شجاع آباد کے لئے باعث فخر ہیں۔ بنین و بنات کے شیخ الحدیث ہیں۔ ہزاروں طلباء و طالبات نے ان سے اکتساب فیض کیا۔ موصوف وفاق المدارس العربیہ جنوبی پنجاب کے مسئول بھی ہیں۔

بندہ کو دُہرا صدمہ:

۱۹ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعۃ المبارک بندہ کے والد محترم حضرت الحاج میاں عبدالخالق کی وفات ہوئی۔ والد محترم کی وصیت تھی کہ میرا جنازہ کوئی شیخ الحدیث پڑھائے، آپ کو اطلاع کی گئی تو آپ نے وعدہ فرمایا کہ صبح دیکھیں گے۔ ۲۰ دسمبر آٹھ بجے صبح آپ کا فون آیا کہ میری طبیعت بھی ناساز ہے اور دھند بھی بہت ہے۔ بایں ہمہ حکم ہو تو حاضر ہو جاتا ہوں۔ راقم نے عرض کیا کہ آپ تشریف نہ لائیں۔ آپ کی نمائندگی کے لئے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب تشریف لے آئے ہیں تو خوشی کا اظہار فرمایا کہ بہت اچھا ہوا کہ مولانا تشریف لے آئے۔ چنانچہ والد صاحب کا جنازہ مولانا نے پڑھایا۔ حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم مدینہ بہاولپور کا فون آیا کہ بہاولپور سے نکل آیا ہوں، لیکن دھند اور کہر کی وجہ سے تاخیر ہو سکتی ہے تو پندرہ بیس منٹ انتظار کے بعد یہ طے کیا کہ برادرم حاجی محمد یعقوب، قاری علی حیدر اور دو تین اور عزیز جنازہ میں شرکت نہ کریں اور دوسرے جنازہ میں شریک ہو جائیں۔ چنانچہ والد محترم کا دوسرا جنازہ شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ نے قبرستان سے ملحقہ جنازہ گاہ میں پڑھایا۔ یوں والد محترم کی وصیت پر عمل ہو گیا، بہرحال بندہ کے لئے دوہرا صدمہ ہے کہ دو ماہ کے اندر اندر بندہ کے جسمانی و روحانی والد اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور دونوں بزرگوں کی دعاؤں سے محرومی ہو گئی۔ استاذ جیؒ ایک شفیق والد کی طرح دینی و دنیوی امور میں سرپرستی فرماتے رہے۔ یا اسفا! راقم دونوں سعادتوں سے محروم ہو گیا۔

وفات اور جنازہ:

آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیمینار ملتان میں شریک ہوئے۔ ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق یکم فروری ۲۰۱۵ء صبح تہجد، ذکر و اذکار

وغیرہ کے اپنے معمولات کئے، صبح کی نماز کے بعد سبق پڑھایا، پھر تھوڑی دیر آرام کیا، بیدار ہونے کے بعد ناشتہ کیا اور پھر بخاری شریف کا سبق پڑھایا، ملتان کے لئے روانہ ہوئے۔ سیمینار میں شرکت کی اور بیان فرمایا، بیان کے بعد اچانک دل کا دورہ پڑا، جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اس کی تفصیلات تو وہ حضرات تحریر فرمائیں گے جو موقع پر موجود تھے۔ غالباً مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے مرض الوفات میں فرمایا تھا کہ "میری وفات کے بعد میری میت کو چند لمحوں کے لئے ختم نبوت کے کسی قریبی دفتر میں لے جانا۔" چنانچہ حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے اگرچہ وصیت نہیں فرمائی، لیکن وفات کے بعد آپ کا جسد خاکی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں لایا گیا، کچھ دیر کے بعد کہروڑ پکا لے جایا گیا، مجلس کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اپنے امیر محترم کے جسد خاکی کے ساتھ جامعہ باب العلوم تشریف لے گئے۔ صبح سویرے زائرین کا تانتا بندھ گیا، آپ کی میت کو آخری دیدار کے لئے آپ کی رہائش گاہ میں رکھ دیا گیا اور زائرین کی ایک لمبی قطار لگ گئی۔ جامعہ کے اساتذہ وطلبا مہمانوں کو انتہائی ادب واحترام کے ساتھ لائن میں زیارت کراتے رہے اور یہ سلسلہ تقریباً دس بجے تک جاری رہا۔

جنازہ میں ہزاروں سے متجاوز حضرات کی شرکت:

کہروڑ پکا میں کوئی پارک، میدان یا کوئی ایسا مقام نہیں جہاں ایک لاکھ لوگ سما سکیں۔ عباسیہ ماڈل اسکول کہروڑ پکا سے میلسی روڈ پر تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جس کا انتظام جامعہ باب العلوم کے مہتمم الحاج غلام محمد عباسی مدظلہ کے بھائی الحاج محمود الحسن عباسی چلا رہے ہیں۔ اسکول سے متصل عباسی صاحبان کا زرعی رقبہ موجود ہے، یہاں ساری رات جنازہ کے انتظام وانصرام کی کوششیں جاری رکھی گئیں۔

راقم الحروف تقریباً ساڑھے نو بجے پہنچا، دس بارہ ایکڑ پر مشتمل میدان آدھے سے زیادہ بھر چکا تھا۔ ضلعی انتظامیہ ڈی پی او اپنے بیسیوں سپاہیوں کے ساتھ جنازہ کے انتظام میں تعاون کر رہے تھے۔ دس بجے ایمپلی فائر سیٹ ہوگیا، جامعہ کے استاذ مولانا منیر احمد ریحان، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے مہتمم ونائب مہتمم مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا مفتی محمد طیب معاویہ اور دیگر رفقاء شرکائے جنازہ کو ہدایات دیتے رہے، جنازہ سے پہلے تعزیتی بیانات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور کے مہتمم مولانا مفتی حبیب الرحمن درخواستی، مجلس احرار اسلام کے قائد ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن شاہ حسنی بخاری، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے شیخ الحدیث اور آپ کے خلیفہ مجاز مولانا زبیر احمد صدیقی نے آپ کی شاندار علمی وتحریکی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا اور آپ کا مشن جاری رکھنے کا اعلان کیا۔

خطرناک غلطیاں

حضرت مولانا رحمت اللہ سبحانی لودیانویؒ رقم طراز ہیں:

☆...... اس خیال میں مست رہنا کہ میں ہمیشہ تندرست، خوبصورت اور تونگری رہوں گا۔

☆...... اس نیت سے عیب کرنا کہ صرف دو چار مرتبہ کرکے چھوڑ دوں گا۔

☆...... اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اس کے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا۔

☆...... ہر ایک انسان کے متعلق ظاہری صورت دیکھ کر رائے قائم کرنا۔

☆...... کسی کام کو ادھورا چھوڑ کر دوسرے وقت پر مکمل کرنے کی اُمید رکھنا۔

☆...... اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا اور کسی خدائی عطیہ کا امیدوار رہنا۔

☆...... اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے اس کی توقع رکھنا۔

☆...... جو کام اپنے سے نہ ہو سکے اسے سب کے لئے ناممکن خیال کرنا۔

☆...... لوگوں کی تکلیف میں حصہ نہ لینا اور پھر ان سے ہمدردی کی امید رکھنا۔

☆...... ہر ایک سے بدی کرنا اور خود آرام میں رہنے کی توقع رکھنا۔

☆...... بغیر کافی ذریعہ اطمینان کے محض کسی کی قسم پر اعتبار کر لینا۔

☆...... بے کاری میں آئندہ کے لئے خیالی پلاؤ پکانا اور خوش رہنا۔

☆...... تمام انسانوں کو اپنے خیال پر لگانے کی کوشش کرنا۔

☆...... اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقلمند اور لائق آدمی تصور کرنا۔

☆...... تمام نوجوانوں کو تجربہ کار خیال کرنا۔

☆...... آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمانا اور ہر ایک شیریں زبان کو دوست سمجھ لینا۔

☆...... دوسروں کی موت کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو اس سے بَری سمجھنا۔

☆...... بُرا کام کرتے وقت، بُرا کلام کہتے وقت ہر دیوار کو کان اور ہر دروازے کو آنکھ نہ سمجھنا۔

☆...... ادائیگی قرض کے متعلق دلفریب ذرائع آمدنی کا تصور باندھ کر غیر ضروری اخراجات کے لئے بے دھڑک قرض لینا۔ (مخزن اخلاق ص:۲۹۱، ۲۹۲، طبع لاہور)

جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب کے جنرل سیکریٹری مولانا سیّد مظہر شاہ اسعدی نے جانشین شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، مولانا سیّد ارشد مدنی اور مولانا محمود اسعد مدنی کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں مدنی صاحبان نے حضرت الامیر کو خراج عقیدت پیش کیا۔

مولانا عبدالکریم ندیم ناظم مجلس علماء اہلسنت پاکستان، کہروڑپکا سے ایم این اے عبدالرحمن خان کانجن، جامعہ مدینۃ العلم فیصل آباد کے شیخ الحدیث اور آپ کے شاگرد رشید مولانا خالد محمود مدنی، سپاہ صحابہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے آپ کی وفات کو عالم اسلام کا غم قرار دیا اور کہا کہ حضرت کی وفات سے ہم بھی یتیم ہوگئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا اعلان کیا گیا تو شدت غم کی وجہ سے بیان کرنے سے معذرت کردی۔ آپ کے خلیفہ مجاز اور قدیم تلمیذ رشید مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ مائک پر تشریف لائے لیکن شدت غم کی وجہ سے نڈھال تھے اور ایک جملہ بھی نہ بول سکے۔

جامعہ باب العلوم کے مہتمم اور آپ کے پینتالیس سالہ رفیق شیخ غلام محمد عباسی سے درخواست کی گئی کہ وہ جامعہ کے آئندہ نظم کے متعلق اعلان فرمائیں تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت والا نے اپنی زندگی میں ایک ایک چیز تحریر کررکھی تھی، اس تحریر کے مطابق آپ کے علمی جانشین آپ کے تلمیذ رشید اور تقریباً چالیس سالہ رفیق مولانا منیر احمد منور شیخ الحدیث ہوں گے اور حضرت مولانا حبیب احمد مدظلہ حسب سابق نائب الشیخ ہوں گے۔ دارالاقامہ کے نگران مولانا محمد احمد ہوں گے اور عمومی نگران مولانا حبیب الرحمن ہوں گے۔ مولانا افتخار احمد، مولانا محمد اقبال ان کے معاون ہوں گے۔

آخری خطاب:

آخری خطاب مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیرالمدارس ملتان کا تھا جو کہ خاصا طویل اور جامع تھا، انہوں نے حکمرانوں سے کہا کہ حضرت والا کے آخری خطاب کے مطابق مدارس عربیہ کی آزادی پر کوئی حرف نہیں آنے دیا جائے گا۔ انہوں نے حکومت کو آڑے ہاتھوں لیا اور کہا کہ حکمران ہمارے ساتھ کچھ طے کرتے ہیں اور میڈیا پر کچھ اور بیان دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس آپ کے خیرخواہ ہیں، بدخواہ نہیں اور ملک عزیز کی سب سے بڑی این جی اوز ہیں جو لاکھوں بچوں، بچیوں اور نوجوانوں کو مفت تعلیم دے کر ایک کارآمد شہری بنارہے ہیں۔ انہوں نے ذمہ داران مدارس سے کہا کہ جب تک وفاق المدارس نہ کہے مدارس رجسٹریشن یا تجدید رجسٹریشن نہ کرائیں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس حسابات آڈٹ کرانے کے لئے تیار ہیں، لیکن رجسٹریشن اور آڈٹ کا طریقہ کار آسان بنایا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم مقام امیر:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی استدعا پر مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے اعلان کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں آپ کے قائم مقام امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ہوں۔ باقی ڈھانچہ اسی طریقہ پر کام کرتا رہے گا۔ مولانا جالندھری نے کہا کہ ہم قادیانیت کے خلاف آئینی وقانونی فیصلہ جات کو کسی صورت میں تبدیل نہیں کرنے دیں گے۔ چاہے اس کے لئے کتنی عظیم قربانی کیوں نہ دینا پڑے۔

نماز جنازہ کی امامت:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر ذی وقار اور آپ کے دیرینہ رفیق حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم پیرانہ سالی، ضعف وعوارض کے باوجود جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ آپ کے ورثاء کے فیصلہ کے مطابق نماز جنازہ کی امامت صدر وفاق مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم نے کرائی اور آپ کی زرخرید جگہ، جو جامعہ باب العلوم کے احاطہ سے متصل ہے، میں پرنم آنکھوں کے ساتھ آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ ☆☆

ملک میں جاری دہشت گردی کے واقعات درندگی کی بدترین مثال ہیں: مولانا خلیل احمد مدظلہ

بھکر.... (محمود حسن فریدی) ملک میں امن وامان کی صورت حال خراب کرنے اور ملک کو عدم استحکام کا شکار کرنے کی سازش میں قادیانی عناصر کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ دہشت گردوں کا اسلام اور مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ ملک میں جاری دہشت گردی کے واقعات درندگی کی بدترین مثال ہیں۔ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی زیرصدارت مدرسہ عربیہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ چک نمبر ٹی ڈی کیو جہانخان بھکر میں تیسرا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا عزیزالرحمن جالندھری مدظلہ ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا حبیب اللہ رہنما جمعیت علماء اسلام آف ٹانک، مجاہد ختم نبوت ضلع بھکر ڈاکٹر دین محمد فریدی، مولانا محمود حسن فریدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، ہم نے ہمیشہ امن واخوت کا پرچار کیا ہے۔ دینی مدارس امن کے مراکز ہیں اور ان سے امن ومحبت کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔ قادیانی اسلام اور پاکستان دونوں کے دشمن ہیں اور اپنی سازشوں کے ذریعے پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرکے اسے اکھنڈ بھارت بنانا چاہتے ہیں۔ اس موقع پر حفظ قرآن پاک کی تکمیل کرنے والے طالب علم کی دستار بندی بھی کی گئی۔ پروگرام کے آخر میں وطن عزیز پاکستان کی سلامتی وخوشحالی کے لئے خصوصی دعا بھی کی گئی۔ پروگرام میں پروفیسر حضرت مولانا عبداللہ صاحب، مولانا حمزہ لقمان، مولانا صفی اللہ، ڈاکٹر احسان الحق، ڈاکٹر صفدر، ڈاکٹر علی اکبر اور عام لوگوں نے بھرپور شرکت کی۔

دعوتی و تبلیغی اسفار

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

دوسری قسط

شیخ بھرکیو ٹنڈو محمد خان میں ختم نبوت کانفرنس:

شیخ بھرکیو کی جامع مسجد میں ۱۴ر جنوری ظہر سے عصر تک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا عبدالسلام قریشی امیر مجلس حیدرآباد نے کی۔ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام حیدرآباد کے امیر مولانا تاج محمد ناہیوں، ماتلی کے مولانا گل حسن، مولانا توصیف احمد ہزاروی، مولانا عبدالسلام قریشی نے خطاب کیا۔ آخری بیان راقم کا ہوا جس میں فرحان شوگر کے قادیانی جنرل منیجر کی تقرری کی مذمت کی۔ مل مالکان سے مطالبہ کیا گیا کہ اس سے پہلے کہ علماء کرام فتویٰ دیں کہ فرحان شوگر مل کو گنا دینا جائز نہیں، قادیانی کو عہدہ سے برخاست کیا جائے۔ کانفرنس میں مفتی حبیب اللہ، مفتی محمد غیب نے خصوصی شرکت کی۔

سنجر چانگ میں جلسہ:

جامعہ خاتم النبیین میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا مفتی محمد عرفان مہتمم جامعہ صدیق اکبر ٹنڈو الہیار نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد علی صدیقی، مولانا حفیظ الرحمن، مفتی محمد عرفان، مولانا توصیف احمد ہزاروی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ جلسہ میں اہل علاقہ اور زمینداران علاقہ نے خصوصیت کے ساتھ شرکت کی۔ واضح رہے کہ یہ ادارہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو الہیار کے زیر انتظام کام کر رہا ہے۔ علاقہ کے چاروں اطراف قادیانی اسٹیٹس ہیں اور سنجر چانگ میں بھی قادیانی خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ مدرسہ میں ہر سال ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ جلسہ ۱۵ر جنوری کو ہوا۔

مولانا تجمل حسین کے حلقے میں:

مولانا تجمل حسین متحرک نوجوان عالم دین ہیں، تین چار اضلاع میں دعوت و تبلیغ اور رد قادیانیت کے تعاقب میں مصروف رہتے ہیں۔ موصوف کے حلقے میں تین روز طے ہوئے تھے۔ ۱۶ر جنوری جمعۃ المبارک کا خطبہ جدہ مسجد شہداد پور میں طے ہوا تھا، چنانچہ شہداد پور سے پہلے ٹنڈو آدم مولانا احمد میاں حمادی مدظلہ کی عیادت کی اور ان کے بیٹوں مولانا راشد مدنی، مولانا طاہر مکی، حجازی اور نعمت اللہ سے ملاقات ہوئی۔

مولانا محمد یوسف بہاولپوری کی عیادت:

میرے زمانہ تبلیغ بہاولپور ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک موصوف بہاولپور کی غلہ منڈی کی مسجد حاجی محمد اشرف میں خطیب رہے۔ بڑی جرأت مندی اور بہادری سے حالات حاضرہ کے متعلق بے باک خطاب فرمائے۔ بندہ نے مولانا محمد یوسف اور مولانا غلام مصطفیٰ کی سرپرستی میں دس سال بھرپور طریقے سے گزارے۔ موصوف نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت میں بہاولپور میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ آج بھی دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کے مہتمم ہیں۔ علالت کے باوجود گھر سے بہت دور دینی علوم کی نشر و اشاعت کے عظیم ادارہ کا اہتمام سنبھالے ہوئے ہیں، کچھ عرصہ قبل انہیں فالج کا اٹیک ہوا اب روبصحت ہیں۔ دارالعلوم الحسینیہ میں کچھ دیر ان کے ساتھ ماضی کی یادیں تازہ کرتے رہے۔

مولانا محمد سلیم کی خدمت میں:

مولانا محمد سلیم زید مجدہ جامعہ کے نائب مہتمم ہیں، تبلیغی جماعت کے معروف بزرگ چند ماہ قبل جن کا انتقال ہوا۔ مولانا محمد جمشید کے فرزند نسبتی ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضری ہوئی، میں نے ان سے مولانا کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔ انہوں نے راقم کے والد محترم کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا۔ دونوں مرحومین کے لئے دعائیں کی گئیں۔ بندہ نے جمعۃ المبارک کا خطبہ جدہ مسجد میں دیا۔ مولانا تجمل حسین نے دوسری مسجد میں۔ جمعۃ المبارک سے فراغت کے بعد عازم نوابشاہ ہوئے جہاں پٹھان کالونی میں جامع مسجد میں راقم نے درس دیا اور رات کا قیام کبیر مسجد دفتر میں رہا۔

جامعہ محمدیہ نوابشاہ کے اساتذہ و طلباء سے خطاب:

۱۷ر جنوری ۱۱ بجے قبل از دوپہر جامعہ محمدیہ میں راقم کا بیان ہوا۔ بیان کے بعد جامعہ کے مہتمم مولانا حافظ محمد اسماعیل نے بتلایا کہ جامع مسجد کبیر کے خطیب مولانا دوست محمدؒ فاضل دیوبند اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوابشاہ کے امیر تھے، فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کا دور اقتدار تھا، جو سخت ترین مارشل لاء کا دور تھا۔ ایک ہندو مولانا مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتلایا کہ میں مذہباً ہندو ہوں، میری نوجوان بچی اغوا کرلی گئی ہے۔ افسران کی خدمت میں پہلے تو رسائی نہیں ہوتی اگر رسائی ہوجائے تو شنوائی نہیں ہوتی۔ آپ مہربانی فرماکر میری امداد فرمائیں۔ اتفاقاً چند لمحہ بعد صدر ایوب خان آنے والے تھے، ساری انتظامیہ اسٹیشن پر اور مولانا کی مسجد اسٹیشن کے قریب۔ مولانا نے مائک کھول کر کہا: میں مولانا دوست محمد بول رہا ہوں اور ڈی سی سے کہتا ہوں اگر کل صبح تک ہندو زادی برآمد نہ ہوئی تو ڈی سی کی بیٹی بھی اسکول اور کالج

نہیں جاسکے گی۔ مولانا کے ایک دیکھے پر اگلے روز ہندوزادی برآمد ہوگئی۔

۲:... اس پر بندہ نے ایک واقعہ عرض کیا کہ خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ میری بیٹی اغوا کرلی گئی ہے، میں نے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کئے لیکن ایس ایچ او میری بات ہی نہیں سنتا۔ یہ واقعہ آپ کی مرض الوفات کا ہے، آپ نے فرمایا کہ مجھے اٹھا کر بٹھلایا جائے چنانچہ آپ کو اٹھا کر بٹھلایا گیا، آپ نے لیٹر پیڈ لیا اور اس پر مختصر کلمات تحریر فرمائے:

"مکرمی .... سلام مسنون

ابھی آپ کا احسان زندہ ہے۔

والسلام

قاضی احسان احمد شجاع آبادی"

دوسرے دن وہ صاحب آئے اور آکر آپ کا شکریہ ادا کیا کہ جب میں نے ایس ایچ او کو آپ کا خط دیا، تو اس نے چوم کر آنکھوں سے لگایا اور اگلے دن میری بیٹی واپس آگئی۔

۳:... بہاولپور سے تعلق رکھنے والے ایک جج تھے، جسٹس منیر احمد خان مرحوم ایک آدمی شب عید روتا ہوا آیا کہ میری نوجوان بیٹی کو اغوا ہوئے کئی روز ہوچکے ہیں۔ افسران پولیس میری بات ہی نہیں سنتے۔ میرے گھر کہرام بپا ہے اور آپ صبح عید منا رہے ہیں، جسٹس مرحوم نے اپنے پی اے کو آرڈر دیا کہ ایس ایس پی (ڈی پی او) کو کہیں صبح نماز عید کے بعد ہائی کورٹ میں حاضر ہوں۔ ایس ایس پی نے کہا: سر کل عید ہے، جسٹس موصوف نے کہا: ہائی کورٹ جب چاہے عدالت لگالے، اس نے مسئلہ پوچھا جسٹس صاحب نے کہا کہ حکم میں تبدیلی کرلیتے ہیں کہ صبح عید کی نماز سے پہلے مغویہ میرے گھر ہونی چاہئے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

مصحف عثمانی اور مصحف علوی کی عبارات:

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ کنڈیارو مدرسہ انوارالعلوم کے مہتمم مولانا مفتی محمد ادریس مدظلہ قرآن پاک کا وہ نسخہ لے کر آگئے ہیں جو شہادت کے وقت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زیر تلاوت تھا۔ حضرت مفتی صاحب سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ واقعتاً ایسا ہی ہوا ہے۔ چنانچہ مولانا تجمل حسین، مولانا امجد مدنی اور قاری علی اصغر کی معیت میں کنڈیارو میں حاضر ہوا تو وہ دو نسخے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کیں اور مفتی صاحب نے فرمایا کہ ایک اور نسخہ کا بھی عکس شائع ہوا ہے، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد میں لکھا گیا، اس کا عکس بھی اور فوٹو کاپی دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، مفتی صاحب نے فرمایا کہ مصحف عثمانی کا ہدیہ پچاس ہزار اور مصحف علوی کا ہدیہ چالیس ہزار روپے میں لیا۔ ۱۸؍جنوری دوپہر کو فارغ ہوکر کھڑاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

مولانا رشید احمد سومرو کا انتقال:

مدرسہ شمس العلوم کھڑاہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا رشید احمد سومروؒ ایک سو چھ سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ موصوف مدرسہ دارالہدیٰ ٹھیڑی کے قدیم فضلاء میں سے تھے، ۱۹۴۴ء میں کھڑاہ نامی گوٹھ میں مدرسہ قائم ہوا تو آپ اس مدرسہ کے قدیم اساتذہ کرام میں سے تھے۔ تقریباً ساٹھ سال تک دینی علوم کی خدمت کی، تھرپارکر سمیت پورے سندھ میں آپ کے تربیت یافتگان کی تعداد ہزاروں میں ہے، آپ اپنے زہد وتقویٰ، علوم کے استحضار میں قدیم علماء کرام کی یادگار تھے۔ آپ کے انتقال کا تو صبح ہی علم ہوگیا لیکن راستہ کے خراب ہونے کی وجہ سے جنازہ سے محرومی ہوئی۔ البتہ اجتماعی دعا اور تعزیتی جلسہ میں عصر کے بعد شریک ہوگئے۔

جلسہ سے مولانا میر محمد میرک، مولانا عبدالکریم کھوڑو، مولانا ناصر محمود سومرو، مولانا عبیداللہ بالچوی، مولانا عبدالرحمن پھل اور راقم نے ان کی عظیم خدمات پر آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ علماء کرام نے آپ کی موت کو عالم کی موت قرار دیا اور عہد کیا کہ ان کے اس گلشن کی آبیاری جاری رکھیں گے۔ موجودہ شیخ الحدیث اور مہتمم کو تسلی دلائی کہ ان کے مشن کو جاری رکھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے۔ تعزیتی جلسہ میں اندرون سندھ کے مولانا عبدالشکور، مولانا سعید احمد سومرو، مولانا آصف محمود پھل، مولانا عبدالغفور، مولانا عبدالصمد، مولانا حفیظ الرحمن کیریو، قاری محمد حسن سورو جو، مولانا نعمت اللہ پنہور، مولانا امجد مدنی، قاری علی نواب شاہ، مولانا جاوید الرحمن پھل، مولانا مسعود احمد سومرو اور برادر شہید ڈاکٹر خالد محمود سومرو سمیت درجنوں علماء کرام نے شرکت کی۔ آپ کی نماز جنازہ ۱۸؍جنوری ۲۰۱۵ء بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔

عرفات مسجد خیرپور میرس میں ختم نبوت کانفرنس:

۱۸؍جنوری ۲۰۱۵ء بعد نماز عشاء جامع مسجد عرفات خیرپور میرس میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مفتی اصغر علی نے کی۔ کانفرنس سے مولانا تجمل حسین، مولانا محمد عبداللہ عباسی اور راقم نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ رات کا قیام وطعام جامعہ حمادیہ میں رہا۔

پنوعاقل میں ختم نبوت کانفرنس:

جامع مسجد مدنی پنوعاقل میں ۱۹؍جنوری بعد نماز عشاء ختم نبوت وسیرت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی سرپرستی مولانا خلیل الرحمن نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد حسین ناصر اور راقم نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے قرآن پاک اور احادیث نبویہ، خلفائے راشدین کے اقوال اور امت مسلمہ کے تعامل سے ثابت کیا کہ اہانت رسول کی سزا سزائے موت ہے۔

غازی علم الدین، حاجی مانک اور غازی عامر عبدالرحمٰن کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ رات کو غلام شبیر شیخ کے اوطاق میں رہائش رہی۔

رحیم یار خان میں پریس کانفرنس:

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا رشید احمد لدھیانوی نے ۲۰؍جنوری قبل از نماز ظہر پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ڈی پی او کے علماء کرام، مدارس عربیہ کے منتظمین، مساجد کے موذنین کے خلاف بوگس کیسوں کی مذمت کی۔ پریس کانفرنس میں صحافیوں کے علاوہ علماء کرام بھی شریک ہوئے۔ مجلس کی نمائندگی مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور راقم نے کی۔

مولانا عبدالرؤف ربانی سے ملاقات:

جمعیت علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے امیر مولانا عبدالرؤف ربانی، مجاہد ملت مولانا غلام ربانی کے فرزند ارجمند کی مسجد چوک پٹھانستان کے خطیب اور راقم کے باب العلوم کہروڑپکا کے تعلیم کے زمانہ کے ساتھی ہیں۔ ان سے ملاقات کی۔ نیز لوہار مارکیٹ کے علی شیر خان، محمد ایوب، محمد الطاف، نثار احمد، محمد ندیم وغیرہ سے ملاقات کی۔ رات دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں گزاری۔

حضرت میاں ریاض احمد دین پوری سے ملاقات:

خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے بانی اور ان کے جانشین، جانشین کے جانشین حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ کے فرزند ارجمند، جامع مسجد قادری راشدی ظاہر پیر کے خطیب حضرت میاں ریاض احمد دین پوری مدظلہ کی خدمت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب کی معیت میں ۲۱؍جنوری گیارہ بجے صبح حاضری دی اور سراج السالکین حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ کی وفات پر میاں صاحب سے تعزیت کا اظہار کیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک حضرت کے ہاں رہے۔

مولانا نور محمد تونسویؒ:

موصوف نے اگست ۱۹۴۷ء میں احمد بخش خان قیصرانی کے گھر کوٹ قیصرانی تحصیل تونسہ شریف میں آنکھ کھولی ابتدائی تعلیم مدرسہ محمودیہ تونسہ میں حاصل کی۔ وسطانی تعلیم کے لئے علاقہ کے معروف عالم دین حضرت مولانا اللہ بخش خطیب جامع مسجد جلہ ارائیں لودھراں، مدرسہ عربیہ مخدوم عالی لودھراں، مدرسہ سراج العلوم کبیر والا، مدرسہ احیاء العلوم مظفر گڑھ، مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد، جامعہ العلوم الاسلامیہ مہند شریف ضلع بہاولپور سے حاصل کی۔ نیز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید ثانی سیبویہ، مولانا غلام رسول پونٹویؒ سے نحو کی تعلیم حاصل کی، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ مخزن العلوم خانپور رحیم یار خان میں کیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا واحد بخش، مولانا محمد ابراہیم، مولانا محمد امیر تونسوی سے درس حدیث لیا۔ تفسیر قدوۃ السالکین، شیخ التفسیر، مرشد العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادی سے پڑھی اور اصلاحی تعلق بھی آپ ہی کے ساتھ رکھا، جامعہ قاسمیہ احمد پور شرقیہ، جامع العلوم ظریفیہ مہند شریف، جامعہ قادریہ لیاقت پور، مدرسہ قاسم العلوم ترنڈہ محمد پناہ، جامعہ حیات النبی ترنڈہ محمد پناہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تیس سال تک جامع مسجد پرانا بازار ترنڈہ محمد پناہ میں خطابت کی۔

تصنیف وتالیف:

آپ نے درس و تدریس، دعوت و تبلیغ کے علاوہ تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھا تو اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ حیات النبی جیسے عقیدہ پر بھرپور قلم اٹھایا اور منکرین حیات کو دندان شکن جوابات دیئے۔ آپ عقائد میں پکے ٹھکے دیوبندی تھے، آپ نے تصنیف وتالیف کے میدان میں مماتیوں کے دانت کھٹے کئے، آپ نے تیس کتب تصنیف فرمائیں۔

غرضیکہ آپ نے نصف صدی سے زائد بھرپور دینی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۵؍جنوری کو انتقال فرمایا اور وصیت کے مطابق ان کے بڑے فرزند ارجمند مولانا احمد اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ترنڈہ محمد پناہ کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ اللہم اغفرلہ، ورحمہ واعف عنہ وعافہ آمین۔

۲۱؍جنوری ظہر کی نماز ان کے جامعہ میں ادا کی اور ان کے فرزندان گرامی سے تعزیت کا اظہار کیا۔ نیز ظہر کی نماز کے بعد جامعہ میں طلباء واساتذہ کرام اور نمازیوں سے خطاب کیا۔

بہاولپور گھلواں میں:

سید الصلحاء، مرشد العلماء والمشائخ حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ اجل حضرت حافظ کریم بخش لاثانیؒ نے علاقہ میں توحید وسنت کے احیاء اور ذکر خداوندی کی محافل کے احیاء کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ ہمارے استاذ محترم حضرت مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ، حضرت حافظ صاحب کا والہانہ انداز میں ذکر خیر فرماتے تھے، کافی عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت والا کے مزار پرُانوار پر حاضری ہو۔ میرے کریما سے مشکوٰۃ شریف اور جامی کے ساتھی مولانا عبدالرشید شیخ نے گزشتہ سال ایک ملاقات میں حاضری کا حکم فرمایا۔

بندہ نے وعدہ کیا کہ قریبی علاقہ میں سفر ہوگا تو حاضری دیں گے۔ سفر سندھ سے واپسی پر ۲۱؍جنوری مغرب کی نماز شیخ کوٹ میں ادا کی۔ رات کا قیام مولانا نصراللہ کے گھر رہا۔ صبح کی نماز کے بعد شیخ کوٹ کی جامع مسجد میں بیان ہوا، بعدازاں حضرت حافظ کریم بخش لاثانیؒ کی مزار پرُانوار پر حاضری دی، بعدازاں ایک تعزیتی پروگرام میں تھوڑی دیر خطاب کیا۔ (جاری ہے)

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۴۰

سعود ساحر

پیار کا ایک سندیسہ سرحد پار سے آیا، یکجائی کی نوید ملی۔ فروعی اختلاف کو دامن سے جھٹک دینے کا عندیہ آیا۔ ایران کے سابق صدر ہاشمی رفسنجانی نے پکار کہا کہ صحابہ کرامؓ، نبی آخرالزماں خاتم النبیین کے پسندیدہ احباب کے خلاف زبان دراز کرنا حرام ہے۔

یہ شہادت ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والے، آل رسول کو چاہنے والے، ان پاک ہستیوں کو جان، مال اور اولاد سے زیادہ عزیز جاننے والے اسی ایک نقطے پر متحدہ ہوسکتے ہیں۔ سفارتی تعلقات مفادات کا سودا ہے۔ مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آل رسول سب کا مشترکہ اثاثہ ہیں۔ ان کی پیروی، ان سے محبت، ان کی حرمت پر جان نثار کرنے کی تمنا ہی دنیا میں عزت اور عاقبت میں نجات کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔ کسی نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ اس دور میں بے سکونی کی وجہ کیا ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ ”گزر جانے والے اصحاب رسول کا مشیر میں تھا، میرے مشیر آپ ہیں۔“

کیا اس حقیقت سے کوئی انکار کرسکتا ہے کہ دوش رسول کے سوار نے حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے سے فرمایا: ”تمہارا باپ میرے نانا کا غلام تھا“ جب یہ بات ابن عمرؓ نے اپنے واجب تعظیم والد گرامی کے گوش گزار کی تو آپؓ نے فرمایا: ”جگر گوشہ بتول اور کائنات کے عظیم ترین انسان میرے آقا کے دوش پر سواری کرنے والے ننھے شہزادے سے عرض کرو کہ یہ بات لکھ کر دے دیں، دائمی زندگی میں نجات کا اس سے بڑا پروانہ کیا ہوسکتا ہے۔“ آج دنیا میں خوار و زبوں حال ہونے کا سبب اس کے سوا کیا ہے کہ ہمارے دل و دماغ اس تعلیم سے عاری ہیں، جو اپنے پرائے کا غم کھانے والے اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل نبی ہماری رہنمائی کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اپنے محبوب اور آل محبوب کے صدقے ہمارے دلوں کو روشن فرمادے، ہمارے دل و دماغ کو تاریخ کے جھگڑوں سے نجات دے دے۔ ہمیں ایک کردے اور نیک کردے اور ہمارا دشمن جو ٹکڑوں ٹکڑوں میں بکھیر کر ہمیں مٹانا چاہتا ہے، اس کے شر سے ہمیں بچنے کی توفیق دے۔ آمین۔

آیئے اسٹیٹ بینک بلڈنگ چلتے ہیں، جہاں انگریز کے خودکاشتہ پودے کو جڑ سے اکھاڑنے کا کام مومنین کررہے ہیں۔ یہ ۲۲راگست ۱۹۷۴ء کی شام ہے اور قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس صاحبزادہ فاروق علی خان کی صدارت میں ہورہا ہے۔

جماعت اسلامی کے دیر سے رکن اسمبلی صاحبزادہ صفی اللہ اسپیکر کو متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”جناب چیئرمین! آپ توجہ فرمائیں، گواہ (مرزا ناصر) ہیرا پھیری سے کام لے رہا ہے، ادھر ادھر کی غیر متعلقہ باتوں میں وقت ضائع کرتا ہے۔ اسے مختصر جواب دینے کا پابند کیا جائے۔“

چیئرمین: ”اٹارنی جنرل! نوٹ کریں، دس دن سے جو طریقہ کار چل رہا ہے، دیکھیں آخری مرحلے میں کیا کرتا ہے؟“

پیپلز پارٹی کے ملک سلیمان: ”جناب چیئرمین! اس کمیٹی کی کارروائی کی ۳ کاپیاں ۶، ۵ اور ۱۰ راگست کی جن میں لکھا ہے کہ پورے ایوان کی خصوصی کمیٹی کی رپورٹ جس کا اجلاس بند کمرے میں احمدیہ مسئلے پر غور کرنے کے لئے ہورہا ہے، احمدیہ مسئلہ نہیں، قادیانی مسئلہ ہے، اس کی تصحیح کی جائے۔ اس سے خرابیاں پیدا ہوں گی۔ ہم نے بھی اسے احمدی مسئلہ قرار نہیں دیا، یہ قادیانی مسئلہ ہے۔“

مولانا شاہ احمد نورانی: ”دو قراردادیں پیش ہوئیں، ہماری قرارداد میں قادیانی لکھا گیا ہے اس کی تصحیح کرلی جائے۔“

اس کے بعد مرزا ناصر اور اس کے ساتھیوں کو ایوان میں طلب کیا گیا۔

اٹارنی جنرل: ”گزشتہ اجلاس میں کئے گئے سوال کا جواب درکار ہے؟۔“

مرزا ناصر: ”یہ ہماری تاریخ کا اہم زمانہ ہے، سائنس کمیشن سر فرانسس ینگ ہیڈ کی صدارت میں ہمارے خلیفہ نے جلسہ کیا لندن میں، عربوں کے حق میں، سر ظفر اللہ خان مسلم لیگ کے باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کے وکیل تھے۔ کشمیر کمیٹی سے لے کر وہ کون سا کام ہے، جس میں ہم شریک نہیں تھے، آج ہمیں مطعون کیا جارہا ہے۔ ہماری تاریخ پر نظر ڈالیں، قدم قدم پر ہماری خدمات کا سنہری دور نظر آئے گا۔“

اٹارنی جنرل: ”وہ فرقان فورس کیا ہے؟“

مرزا ناصر: ''ہمارے رضاکاروں کی تنظیم، جس نے کشمیر میں خدمات انجام دی تھیں، کشمیر کمیٹی کے سربراہ ہمارے خلیفہ تھے۔''

اٹارنی جنرل: ''جسٹس منیر جو باؤنڈری کمیشن کے رکن تھے، انہوں نے پاکستان ٹائمز میں ۲۱/جون ۱۹۶۴ء میں لکھا ہے کہ: مجھے یہ بات کبھی سمجھ نہیں آئی کہ احمدیوں نے الگ عرض داشت کیوں دی؟ اور انہوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے بارے اعداد و شمار کے ذریعے ثابت کیا کہ دو دریاؤں کے مابین علاقے میں غیر مسلموں کی اکثریت ہے۔ اس علاقے میں مسلمان ۴۹ فیصد رہ گئے اور گورداسپور ہندوستان کو چلا گیا، آپ کہتے ہیں کہ ہم نے مسلم لیگ سے تعاون کیا؟''

مرزا ناصر: ''جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں ظفر اللہ خان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اب ستر سال بعد یہ بیان دیا، وہ بوڑھے ہیں، جو بات جوانی میں سمجھ آئی، وہ بڑھاپے میں نہ سمجھ آئی ہو!''

اٹارنی جنرل: ''جواب خوب ہے، اچھا علیحدہ یادداشت کیوں پیش کی؟''

مرزا ناصر: ''مسلم لیگ کی اجازت سے! جو ان کا وقت تھا، اس میں سے ہمیں وقت ملا، اپنے موقف کے لئے!''

اٹارنی جنرل: ''اس طرح تو معاملہ اور پیچیدہ ہوگا۔ ظفر اللہ خان مسلم لیگ کی نمائندگی کررہے تھے، وہی وقت دینے کے مجاز تھے۔ انہوں نے مسلم لیگ کے وقت سے آپ کو وقت دے دیا، یہ تو خطرناک بات ہے کہ مسلم لیگ کے وقت سے آپ کے آدمی نے وقت دے دیا، آپ نے علیحدہ عرض داشت دے کر مسلم لیگ کا کیس کمزور کردیا۔ پھر ظفر اللہ نے مسلم لیگ کے کیس کے ساتھ کیا کیا ہوگا؟''

مرزا ناصر: ''اپنے محسن کے بارے میں یہ رائے جس نے آپ کو پاکستان لے کر دیا؟''

اٹارنی جنرل: ''مرزا غلام احمد کے بعد آپ کی جماعت میں بھی کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔''

مرزا ناصر: ''ہماری جماعت میں شامل کچھ پاگل لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔''

اٹارنی جنرل: ''میرے پاس آٹھ نو آدمیوں کی فہرست ہے، جو آپ کی جماعت کے ہیں، جنہوں نے مرزا غلام احمد کی صحبت سے فیضیاب ہوکر نبوت کا دعویٰ کیا، جس میں ایک چراغ دین بھی ہے، مرزا غلام احمد کہتے ہیں کہ وہ ہماری جماعت سے فارغ ہوگیا، جب تک وہ نبوت سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہیں ہوجاتا؟۔''

مرزا ناصر: ''یہ شخص جس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنت ہوئی۔''

اٹارنی جنرل: ''اس کو مستعفی ہونے کا موقع نہ دیا؟''

مرزا ناصر: ''جی!''

اٹارنی جنرل: ''نبوت سے مستعفی ہونے کا موقع نہ دیا؟''

مرزا ناصر: ''وہ اللہ کی گرفت میں آگیا، ویسے بھی یہ سنجیدہ مسئلہ ہے، اس میں تمسخر اور ہنسی کی بات نہیں ہونی چاہئے۔''

اٹارنی جنرل: ''گھڑی ایک تھی، جس سے چراغ دین اور مرزا غلام احمد آئے، مگر آپ دونوں میں فرق کررہے ہیں؟ یہ ''چشمۂ معرفت'' ہے، اس میں مرزا نے لکھا ہے کہ خدا وہ خدا ہے، جس نے اپنے رسول کو کامل سچا دین دے کر بھیجا، تاکہ ہر دین پر غالب کرے، کیونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا، یہ غلبہ مسیح موعود کے وقت آئے گا؟''

مرزا ناصر: ''یہ تمام اہلسنت، شیعہ سب ہی پر مسلم ہیں، آپ کیا نئی بات کررہے ہیں؟''

اٹارنی جنرل: ''اگر مرزا غلام احمد، مسیح موعود تھے تو وہ غلبہ دنیا میں آگیا؟''

مرزا ناصر: ''مسیح موعود کی آمد کے تین سو سال بعد ہوجائے گا۔''

اٹارنی جنرل: ''حضور علیہ السلام کے ۲۳ برس میں نہیں ہوا، مرزا کے تین سو سال بعد ہوجائے گا؟''

مرزا ناصر: ''ہوجائے گا، یہ تمام امت کا عقیدہ ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''امت کا تو عقیدہ ہے کہ مرزا مسیح موعود نہیں تھے، اس لئے غلبہ نہیں ہوا؟''

مرزا ناصر: ''یہ جو دین کا کام امریکا، افریقہ میں ہم کررہے ہیں، غلبہ کی طرف رواں دواں ہیں، انتظار کریں!''

اٹارنی جنرل: ''مرزا غلام احمد اور مہدی سوڈانی کا زمانہ کیا تھا؟''

مرزا ناصر: ''میں نے دیکھ لیا ۱۸۸۵ء میں ان کا انتقال ہوا۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے تو ان کا زمانہ ایک ہوا، اچھا مرزا کو نبوت یک لخت ملی یا بتدریج؟!''

مولانا غلام غوث ہزاروی: ''کیا کسی اور کو تدریجاً نبوت ملی؟۔''

مرزا ناصر: ''ساری کائنات کا نظام تدریج پر ہے، بچہ بننے سے فوت ہونے تک تدریجی مدارج ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا غلام احمد کو کہا گیا کہ تم نبی ہو، مگر وہ خود کو نبی نہ کہتے تھے؟''

مرزا ناصر: ''یہ الگ بات ہے وہ اپنے کو 'علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل' (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں: الحدیث) کہتے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''اللہ تعالیٰ نے واضح نہیں کیا کہ مرزا نبی ہے؟''

مرزا ناصر: ''نہیں، اس میں کچھ تمسخر آجاتا ہے!''

اٹارنی جنرل: ''میں تمسخر نہیں کررہا خود مرزا غلام احمد نے لکھا: پہلے میں سمجھتا تھا کہ میں نبی نہیں ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے یہ خیال نہ رہنے

دیا، نبی تو پہلے خود ایمان لاتا ہے، یہ اپنی نبوت کا انکار کرتے ہیں پھر اقرار؟"

مرزا ناصر: "میں اس حوالے کے ان معانی سے انکار کرتا ہوں، بتدریجاً گندم کے دانے سے.... ہیرے کی بناوٹ تک کیا یہ تدریج نہیں ہے۔"

اٹارنی جنرل: "مرزا غلام احمد نے عبداللہ آتھم اور مولانا ثناء اللہ کے بارے میں جو پیشگوئی کی، اس کا الٹ ہوا۔ مرزا غلام احمد نے کہا کہ عبداللہ آتھم پندرہ ماہ میں مر جائے گا، مگر وہ زندہ رہا، مولانا ثناء اللہ کے متعلق ہے کہ میری زندگی میں "ہلاک" ہوگا۔ مگر مولانا ثناء اللہ امرتسری ۱۹۴۸ء تک حیات رہے۔"

مرزا ناصر: "یہ پھر بتاؤں گا!"

اٹارنی جنرل: "مرزا کو کس زبان میں وحی آتی تھی؟"

مرزا ناصر: "عربی، اردو، بعض دفعہ انگلش، پنجابی اور فارسی میں۔"

اٹارنی جنرل: "کیا آپ ان کو وحی سمجھتے ہیں؟"

مرزا ناصر: "ہاں میرے نزدیک!"

اٹارنی جنرل: "قرآن مجید کا منبع، اللہ کی ذات ہے۔ آپ کے نزدیک قرآن شریف کی طرح یہ بھی پاک ہیں؟"

مرزا ناصر: "پاک ہونے کے لحاظ سے ویسے ہی پاک ہیں، سچیاں وحیاں ہوتی ہیں!"

اٹارنی جنرل: "مرزا غلام احمد "چشمۂ معرفت" میں لکھتا ہے کہ یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی زبان تو اور ہو اور الہام کسی اور زبان میں ہو، جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ اردو، پنجابی، عربی، فارسی تو مرزا کو آتی ہوگی، انگریزی کی وحی کا ترجمہ وہ ہندوؤں سے پوچھتے تھے؟"

مرزا ناصر: "یہ تحقیق طلب بات ہے!"

اٹارنی جنرل: "یہ مرزا غلام احمد کی انگریزی میں ایک وحی ہے:

"I love you, I am with you, yes I am happy life of pain, I shall help you, I can, but what I will do, we can, but what we will do, God is coming by his army. He is with you to kill enemy. The day shall come when God shall help you, Glory be you, the lord God maker of the Earth and Heaven."

مرزا ناصر: "آگے نیا موضوع ہے!"

چیئرمین: "سوالات ان کو دے دیں۔"

اجلاس ۲۴؍اگست صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

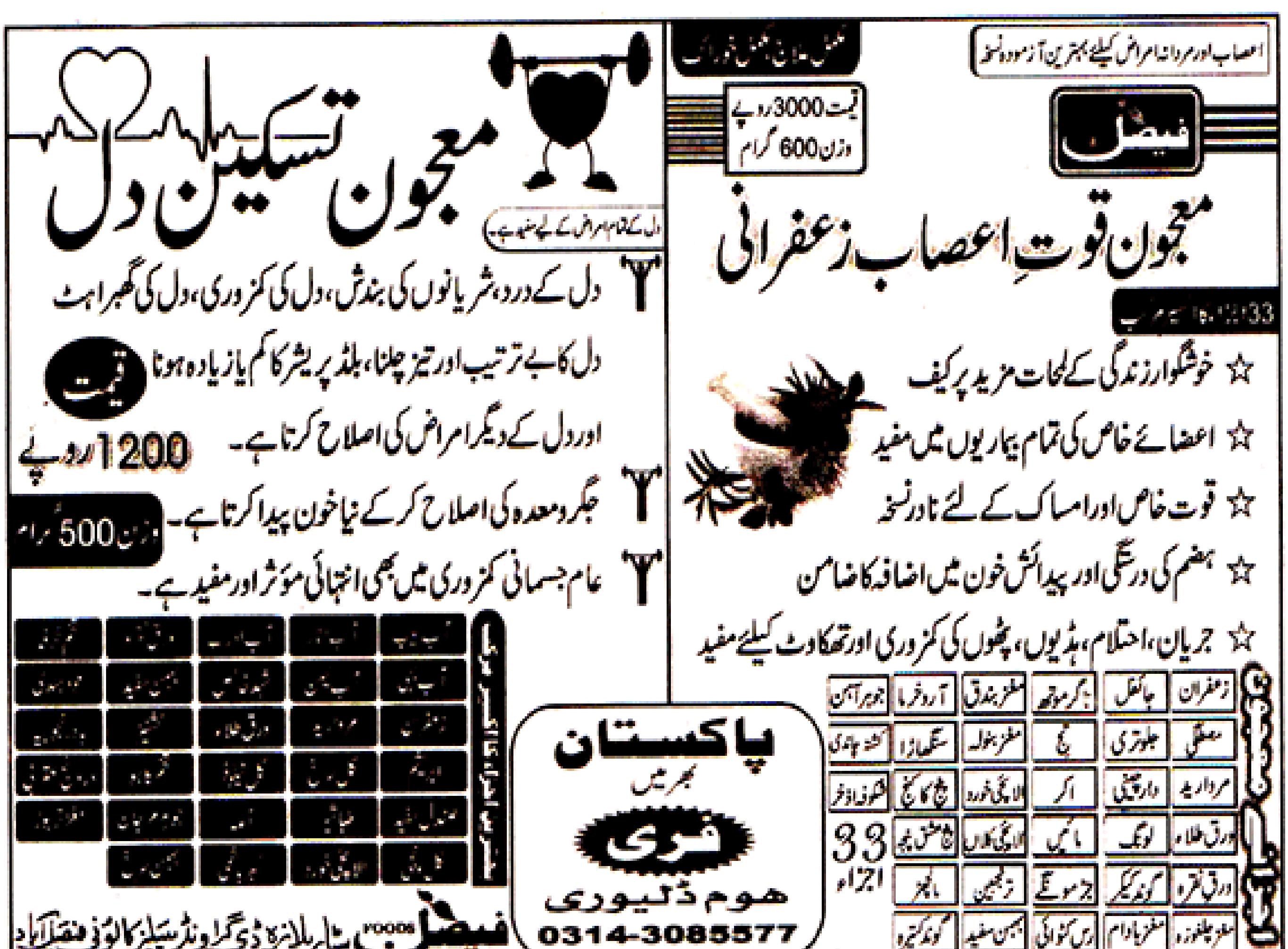

مادرِ وطن کے خفیہ دشمن

مولانا قاضی عبداللہ (صدر مجلس ائمہ مساجد کراچی)

حکومت کی ۲۱ ویں آئینی ترمیم سے سیکولر طبقہ کے دباؤ میں آکر صرف مذہبی شناخت رکھنے والے ہی اس کی زد میں آگئے ہیں۔ حالانکہ قانون کی نظر میں مذہبی وغیر مذہبی سب یکساں ہیں۔ اب اس ترمیم نے آزادی دے دی ہے اور صرف مذہبی شناخت رکھنے والوں کو قانون کے شکنجہ میں جکڑنے کی کوشش جاری ہے (اور یہی مقصد دین دشمن، بددین عناصر اور قادیانیوں کا ایجنڈا ہے) مذہبی شناخت کے بہانہ نے نہ صرف علماء کرام اور دینی مدارس ومساجد کے خلاف ایکشن لینے کا راستہ ہموار کیا ہے بلکہ پاکستان دشمنوں کے عزائم کی تکمیل بھی ہورہی ہے۔ آنے والے وقتوں میں قانون ناموس رسالت اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا ہے اور یہی مقصد حاصل کرنے کے لئے اسلام دشمن، کفریہ ممالک عرصہ دراز سے پاکستان کے قادیانیوں اور لادین عناصر کو استعمال کررہے ہیں۔ اس سے زیادہ بُرا وقت اسلام اور مادر وطن کے لئے نہیں آیا۔

ابھی زیادہ عرصہ کی بات نہیں ہے کہ کراچی میں ہمارے جید علماء کرام اور علماء ربانیین حضرات حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالسمیعؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ، حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ، حضرت مولانا انیس الرحمن درخواستیؒ، مفتی عتیق الرحمنؒ وغیرہم کو یہاں کے دہشت گردوں کے ذریعہ قتل کروایا گیا کہ یہی ہمارے سروں کے تاج ناموں علماء کرام ومفتیان عظام شہداء حضرات درحقیقت ملک کے آئین اور قانون ناموس رسالت، امتناع قادیانیت کے محافظ اور اسلامی نظام کے لئے کوشاں تھے، جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کرلیا، لیکن آج تک حکومت نے ان علماء کرام اور شہداً عظام کے قاتلوں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا۔ اس وقت جائزہ لیا جائے تو حکومتی مشنری میں غیر ریاستی سازشی عناصر، بلیک واٹر امریکی ایجنٹ، قادیانی، نیز این جی اوز سرگرم سرفہرست ہیں۔

یہ ادارے اپنے محاصل اسی فیصد نجی شعبوں، عطیات اور فیسوں سے حاصل کرتے ہیں، بقیہ بیس فیصد حصہ حکومت اور کچھ بیرونی کفریہ ممالک اور ان کی ایجنسیاں وغیرہ فراہم کرتی ہیں، اتنی بڑی تعداد اور کثیر فنڈز ہونے کے باوجود ان کا رفاہی اور فلاحی کاموں میں بمشکل ایک فیصد حصہ ہے۔ ہمارے حکومت نے ان کی سرگرمیوں اور سازشوں پر ایکشن لینے کے بجائے انہیں کھلی چھوٹ دے رکھی ہے، اس کے بجائے دینی مدارس کو پابند بنانے اور آئے دن ان کی رجسٹریشن کا بہانہ بنا کر عصری تعلیم کی قدغن لگا کر ان کے کوائف طلب کئے جارہے ہیں اور چھاپے مارے جارہے ہیں جبکہ حکومت کی ناعاقبت اندیش پالیسی کا منہ بولتا ثبوت ذرائع ابلاغ میں کھل کر سامنے آگیا ہے۔

چنانچہ روزنامہ اسلام کراچی (۱۱ر جنوری ۲۰۱۵ء) کی ایک خبر کے مطابق:

”امریکا نے پاکستان کو کیری لوگر بل کے ۳.۳ ارب ڈالر کے بقایاجات کی ادائیگی کے لئے مشروط آمادگی ظاہر کردی ہے جبکہ حکومت پاکستان نے امریکا کو یقین دہانی کرادی ہے کہ وہ تمام کالعدم تنظیموں کے خلاف بلا امتیاز کارروائی کرے گی، حقانیت نیٹ ورک کے خلاف بھی امریکی انٹیلی جنس شیئرنگ کے بعد کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ وزارت خارجہ کے اندرونی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امریکا کے وزیر خارجہ جان کیری کے دورۂ پاکستان سے پہلے دونوں ملکوں کے مابین بہت سے امور پر بات چیت کا سلسلہ جاری ہے۔ اس حوالے سے پاک بھارت تعلقات سمیت دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ کے حوالے سے موثر حکمت عملی اپنانے کے سلسلے میں امریکا کے ساتھ معاملات طے کئے جارہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق امریکا نے پاکستان کو کیری لوگر بل کے بقاجات جو ۳۰ ارب ۳ کروڑ ڈالر ہیں کی ادائیگی جبکہ آئی ڈی پیز کی بحالی کے لئے ۲۵۰ ملین ڈالر جاری کرنے کے لئے تمام کالعدم تنظیموں کے قلع قمع، ان کے اکاؤنٹس منجمد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے سوشل نیٹ ورک کو حکومتی سرپرستی میں لینے سمیت دیگر مطالبات حکومت پاکستان کے سامنے رکھے ہیں۔ جس پر وزارت خارجہ پاکستان کی جانب سے یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ وہ تمام کالعدم تنظیموں، مدارس کے خلاف بلاامتیاز کارروائی کرے گی۔ مدارس میں پڑھائے جانے والے متنازعہ نصاب کو تبدیل کیا جائے گا۔ تمام مدارس کو رجسٹرڈ کیا جائے گا جبکہ ان کی مانیٹرنگ کے لئے اعلیٰ سطحی نظام متعارف کرایا جائے گا اور ایک موثر نظام کے تحت ان کے معاملات کو دیکھا جائے گا۔“ وما علینا الا البلاغ۔ ☆☆

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کا دو روزہ اصلاحی
چھٹا سالانہ
اجتماع
عظیم الشان
بیاد
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ
بیاد
حضرت مولانا حافظ احمد دین صاحب رحمۃ اللہ
استاد
زیر شفقت
حضرت مولانا عزیز احمد صاحب
جمعہ 21 اتوار 22 مارچ 2015
اوقات کار: 21 مارچ صبح 9:00 سے
22 مارچ سہ پہر 4:00 بجے دعا ہوگی
بمقام خانقاہ احمدیہ سراجیہ
دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ساہیوال
زیر سرپرستی
ولی کامل رہبر طریقت
حضرت مولانا خواجہ رشید احمد صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین مرکز سراجیہ لاہور
خانقاہ احمدیہ سراجیہ
دادڑہ بالا شریف ساہیوال
زیر نگرانی
صاحبزادہ خواجہ حبیب احمد خان سلمہ
باہر سے تشریف لانیوالے شرکا کیلئے قیام وطعام کا مکمل انتظام ہوگا
اجتماع میں حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء عظام ملک بھر کے جید علماء کرام اور مشہور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ تمام مسلمان حضرات بالخصوص متوسلین سلسلہ پاک بھرپور طریقے سے شرکت کریں
منجانب
خدام خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ضلع ساہیوال
قاری محمد ساجد 0305-7533883
جاوید اقبال 0321-6925210
محمد عرفان 0305-7657451
صفدر علی معاویہ 0303-9372093
زیر انتظام مرکز سراجیہ ٹرسٹ
گلی نمبر 4 اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون 042-35877456 0321-7044744
E-mail: markazsirajia@hotmail.com, www.endofprophethood.com
27

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی — تاجدار ختم نبوت زندہ باد

حضرت مولانا عبدالہادی
حضرت مولانا عبدالحنان
حضرت مولانا غلام حیدر
حضرت مولانا فضل الٰہی
حضرت مولانا شمس الہادی
مفتی محمد فرید
حضرت مولانا غریب اللہ

سالانہ ایک روزہ
عظیم الشان ختم نبوت اجتماع
ان شاء اللہ

22 مارچ بروز اتوار صبح 7 بجے تا 2 بجے دوپہر
مدرسہ احیاء القرآن و السنۃ سنی صوابی

بدعا: مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی

بافیضان نظر: شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی رضاء الحق

زیر سرپرستی: حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین

زیر صدارت: حضرت مولانا اعزاز الحق

حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا عبدالغفور قریشی

حضرت مولانا اللہ وسایا
مولانا صاحبزادہ شہاب الدین
حضرت مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عزیز الرحمن ثانی

زیر نگرانی:
حضرت مولانا محمد ادریس
حضرت مولانا صاحب حق
حضرت مولانا محمد طیب فاروقی
مفتی نصیر محمد حقانی
فضل منان درویش

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی

ناظم نشر و اشاعت: 0300-9084775
ضلعی مبلغ: 0311-8609728
ضلعی دفتر: 0938-210015